کلیات حلم اردو
قلمی

کلیات حلم اردو

محمد ہارون زنگی پوری کے اردو نظم و نثر کا مجموعہ جو بعد
ضیاع و تلف بچ رہا تھا

محمد ہارون غفر لہ

زنگی پوری

فارسی اور عربی کلام کو دوسری مجلدات میں ملاحظہ فرمائے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

وللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ والصلوٰۃ علی النبی محمد وعترتہ
الطاہرۃ اما بعد یہ ایک مختصر مجموعہ نظم و نثر اردو کا ہے
جسکے لکھنے کا مختلف اوقات میں فقیر محمد ہارون حسینی زنگی پوری
کو اتفاق ہوا۔ اگرچہ کلام اردو اس سے بہت زیادہ ہے مگر بعد تلف
اور گم ہونے کے جسقدر مہیا ہو سکا ہے وہ ہدیہ نظر ناظرین ہے
اس مجموعہ کے جمع کرنے کی غرض نمائش یا خود ستائی نہیں ہے
کیونکہ جو وزن کلام کا ہے وہ معلوم ہے۔ بلکہ محض ابقائے یادگار
مقصود ہے۔ اور نیز چونکہ بعض اکثر کلام مدح ائمہ طاہرین میں تھا
اسلئے اوسکا تلف کر دینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اور یہ سمجھکر کہ یہ بھی
ایک ذخیرہ آخرت ہے یہاں جمع کر دیا گیا۔ وما توفیقی الا باللہ
کلام فارسی وغیرہ کا ذخیرہ اس سے علیحدہ ہے۔

غزل توحیدی

ازل سے میرا سینہ منظر ظہور تجلی تھا
فروغ شمع سے قبل اس گھر میں اوجالا تھا

کوئی اتنا مجھے بتلا دے اک مدت سے کیا وہ تھا
ظہور عالم امکان سے پہلے کیا جلوہ تھا

حقیقت اپنی خود جانے وہ کیا ہے اور کیا تھا
ہم اتنا جانتے ہیں ایک عالم اسکا شیدا تھا

کتاب ہستی عالم پڑھی اول سے آخر تک
ہے حرفوں میں بھی دیکھا اسکا ذرہ ذرہ پیدا تھا

مٹا کر نقش باطل کیا طرح حرف وجود اپنا
وہ دیکھا جو کسی چشم بصیرت نے نہ دیکھا تھا

سمجھ میں ہم کبھی تو کیا تھا کیوں فرشتوں نے کیا سجدہ
تھا انسان خاکی تو تو اک مٹی کا پتلا تھا

مزے لیتا ہے دل کیسے آپ ہی آپ اون صداؤں کے
خدایا کون تھا وہ طور پر کسنے پکارا تھا

ابھر کر پھر نہ نکلا جو کوئی اس بحر معنی میں ڈوبا
نہ جانے کیا وہ غوطہ تھا نہ جانے کیا وہ دریا تھا

سمجھتے تجھے فروغ اس بزم کا ہی دیدۂ قابل
مگر آنکھیں کھلیں جب دم اندھیرا ہی اندھیرا تھا

جلوا حلم سر فن جاوید بھی گر ہو
کہ مدت سے ہمارے دل میں سکتہ کا کھٹکا تھا

قصیدہ نعتیہ کہ دوازدہم ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ منظوم شد

آج منور ہوئی نور کبریا سے زمیں
شبیہ مہر نما تابش و ضیا سے زمیں

بلند کیوں نہو گردوں کے منتہا سے زمیں
کہ سرفراز ہوئی ہے مصطفی سے زمیں

یہ سبب کرم کے قدم کا باعث ہے — کہ منجلی ہے جو آمنہ کی جا سے زمیں

منصروکی نگاہ ہو نہیں کیوں نہو مقبول — صفا میں فضائل موتی کی کہی صفا

حکیم کہتا ہے کیا بخت اتفاق ہے — کہ برج شمس بنی گردش سماں سے زمیں

نبی کا بار نبوت وہ بار ہے جس سے — کئی ذراع دبی خط استوا سے زمیں

وہ ہیبت انکی آنے کی تھی کہ گھبرا کر — جگر تو کیا ہیں ہوئی چاک چاک جا سے زمیں

شکستہ ہو گئے بت بت کے ٹکڑے ٹکڑے گرے — یہ بہلکے میں نہ حرف اور رہا زمیں

وحوش وطیر وجن و انس پڑھتے صلوات — یہ غل پڑا کہ ہلی شور مرحبا سے زمیں

خدا کو انکی بعثت ہوئی گر منظور — نہوئی خلق کبھی پردہ خفا سے زمیں

فقط حضور کے قدموں کی تھی یہ برکت — کہ اب تک رہی محفوظ ہر بلا سے زمیں

اگر مسیح سے ہے ناز چرخ چارم کو — تو فخر کرتی ہے اقدام مصطفا سے زمیں

گلو نکا وصف جو کرتی نمی بار بار اگر — او جہہ گئی ہی زرہ غیظ میں صبا سے زمیں

وہ کون سا شرف عرش کو جو مجھ میں نہیں — بروز حشر کہیگی یہی خدا سے زمیں

مزاج باغ ہے کی گل کھلے بعد انکا — کہ بات کرنے لگی ابتو کبر ہوا سے زمیں

مجیب جلدی جو گل وہ نجیب لکھا — یہ کہہ رہی ہے ہزار غزل سرا سے زمیں

مجیب — مطلع

مطلع

محل ناز رہی گو کہ ابتدا سے زمین — بھری تھی حاکم و شاہان پر جفا سے زمین

کبھی وہ دن تھے کہ مسجد بتوں کو ہوتے تھے — مدام اونکی معاون رہی فنا سے زمین

اسی پہ گبر تھے صرف عبادت آتش — عزیز غیر نہی حق کے ماسوا سے زمین

وہ کفر و زندقہ ناقوس کی وہ آوازیں — جدھر کو سنئے بھری تھی اسی صدا سے زمین

ظہور طیب و طاہر سے ہو گئی طاہر — بنی مطاہر قدس آل اصطفا سے زمین

شریعت نبوی کا علم اوٹھا جو دم — مقام عدل ہوی سایہ لوا سے زمین

شروع حضرت آدم سے تھی اونہی کی — بشارت آپ کے آنے کی انبیا سے زمین

ورود خالق اکبر ہوا ونپہ جنکے لئے — جھکی سلام کو تعظیم بے ریا سے زمین

وہ زیب گلشن کونین تھے کہ جن سے ہوئی — نگار خانہ چین جنکے نقش پا سے زمین

کبھی کی انکے عدم میں ہو گئی ہوتی — تھمی رہی ثقل آل مصطفی سے زمین

معادن زر و سیم و گہر ہیں دامن میں — غنی ہے خواہش اکسیر و کیمیا سے زمین

کچھ آج ہی نہیں موقوف بندگی انکی — مطیع آل پیمبر ہے ابتدا سے زمین

انھیں کے آل نے توڑا سکوت کا نہج — کہ ہمکلام ہوی بزبان مرتضی سے زمین

عوض جو اونکی نوازش کا کر نہ سکتی تا — توجی ہی جی مین کٹی جاتی ہے حیا سے زمین

سخن کو حلم اگرچہ بہت سی سخت ہے — مگر ہے سخت کہیں سنگ آسیا سے زمین

پاسدارِ شاخِ گل کی جو ہے مدِّ نظر ‏ بلبلیں اپنے دل برباد کرتی ہیں نخور

بوستاں میں آتی ہے صبا کیوں بار بار ‏ ہو نہ عشقِ گل مکدر ہے خیال کا ضرور

ضعفِ بینائی کا نرگس کو تھا دستِ خلل ‏ اسلئے تجویز ہے آنکھوں میں شبنم کا قطور

شاہدانِ گل کی خاموشی نہیں ہے بے سبب

شاید اپنے حسنِ ذاتی پر ہو دل میں غرور

کیا گلِ بستانِ وحدت کی نہیں اسکو خبر :

دیکھنے سے جسکے آنکھوں میں سوا ہوتا ہے نور

ہے وہ گلِ بوستانِ سرمدی کا تازہ پھول

جس میں سو سو رنگ سے نکہت کا ہوتا ہے ظہور

ہے مایۂ جاں بخشی اہلِ جہاں کیلئے اور ہے

یا فروغِ دیدۂ نورانیِ مہتاب و ہور ‏ ہو رہبرِ آفتاب

ہمنے دیکھے ہیں بہت گلہائے رنگیں دہر میں

لیکن ایسے گل سے خالی پایا دامانِ دہور

مطلع

ساقیا بہر خدا لیوا دے صہبائے طہور — جسکا نشہ سر سے نہ اُترے تا یوم نشور

مدح لکھتا ہوں میں اوسکی جسکی کوثر ہو جاہ — خلد میں جسکے لئے پیدا ہوئے حور و قصور

تابع فرمان ہیں جسکے ساکنان عرش و فرش — جن ہوں یا انسان ملک ہوں یا ہوں وحش و طیور

وہ اگر چاہے کرے آشوب عالم منتظم — وہ اگر چاہے ابھی نظم دو عالم میں فتور

اوسکے ہاتھوں سے ہوا دین رسالت کو عروج — اوسکی باتوں سے ہوا شرع پیمبر کا ظہور

حیدر والا ہمم دست خدا عین خدا — بانی بنیاد دین زائل کن شرک و فجور

جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھے اوسکا ثانی دہر میں — ابتدا جسکی ازل ہو انتہا ہو نفخ صور

جز پیمبر کوئی ملجائے تو میں قائل ہوا — ورنہ سمجھو مدعی کی عقل میں ہے کچھہ فتور

انکی مولد ہے کہیں قبل انکا جلوہ تھا عیاں — کیا نہیں معلوم حال روشنی کوہ طور

ایسا عالی مرتبہ کسکو ملا احمد کے بعد — کون ہے ایسا مقرب بندہ خالق کے حضور

کسکے کانوں نے سنا ہے آجتک ایسا شجاع — کسکی آنکھوں نے ہے دیکھا اب تلک ایسا جسور

یہ نہ سمجھو آپ سے ہے دنیا ہی ناسازگار — بلکہ دنیا سے طبیعت انکی خود بھی نفور

وارث

ورنہ اکدم مین جہانکا عیش ہو جاتا ہم | دلمین بھی آسایش دنیا کا ہوتا گر خطور
تیرے اوصاف کمال اتنے ہین اے سلطان خلق | آدمی کیا قدسیونکو بھی نہو جنکا خطور

دیکھکر دوش نبی پر تمکو کہتے ہین ملک | آج ظاہر ہوگئی تفسیر نور فوق نور

گو کہ کہتے ہین بہت باریک ہے راہ صراط | پر محبونکا ترے ہوگا بآسانی عبور

دوستونے ترے بعد پرسش روز حساب | ہونگے مملو جنت فردوس کے خالی قصور

زشتی اعمال کے باعث سے بعد حشر و نشر | گرم ہوگا دشمنو لئے تیرے دوزخ کا تنور

حلم کی ہے یہ دعا میرے معاصی بخشدے | اے مرے رب اے مرے خلاق اے رب غفور

خار آشوب جہان سے دامن دل کو بچا | اور آسان مجھپہ یہ کر دنیا کے سب مشکل امور

گو عبادت مین ترے بندون سے ہونے مین کم | ہے مگر نسبت مجھے اوس سے جو بندہ ہے شکور

یعنی از وسے نبی جسنے صفونکے بیچ مین | بندگی مین رکھدیا خاک پر سر تیرے حضور

قد تمسکنا بذیل العفو یا رب الرحیم | فاعف عنا ما اجترحناه بمیعاد النشور

غزل

در شب شانزدہم ذیحجہ ۱۳۲۰ ہجری در لکھیم پور

توڑ دے رشتہ پابندی دنیا دل سے رسم کی قید کسے کہتے ہین مذہب کیا ہے

جب کہ مرنا ہی ہے اک روز کسی صورت سے خاک کیا فرش ہے کیا تخت ہے مذہب کیا ہے

ہے جو ملنا تمہین منظور تو تاخیر ہے کیون صبح کیا شام ہے کیا روز ہے کیا شب کیا ہے

کبھی صوفی کبھی ملا ہے کبھی بادہ پرست ہم سے کیا پوچھتے ہو حلم کا مشرب کیا ہے

رباعی

دنیا کا عروج کیا ہے پستی اسکی اور نیستی سے ملتی ہے ہستی اسکی

معکوس ہے فوق و تحت یا لکاے حلم بالا دستی ہے زیر دستی اسکی

رباعی

دنیا کا نام عین گمنامی ہے کہتے ہین جسے کام وہ ناکامی ہے

کی سن جسنے جہان یہ چشم عبرت سے نگاہ ظاہر مین بصیر ہے مگر عامی ہے

بہت سو چکے

یہ دنیا کی بے اعتباری یہ نیند یہ جہل اور یہ غفلت شعاری نیند

نہ جانین تمہین کیون ہے پیاری یہ نیند دکھائیگی اگر روز خواری یہ نیند

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

جہان کیا ہے دہوکے کی ٹٹی ہے بس — نہین اسمین کچہہ بھی بجز خار و خس

کسے ہے بہروسا یہان اک نفس — یہ آتی ہے ہردم صدائے جرس

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

توقف کا موقع نہین اس جگہہ — کمر باندہو بستر کرو جلد تہہ

اوٹھا بحر طوفان سے ابر سیہہ — بہاویگی تمکو یہ سیل گنہہ

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

کہانتک زمانیمیں حرص و ہوس — نہین اس سے ملتا بقدر عدس

اگرچہ رہے زندہ لاکہون برس — پہر اب تمکو ہے کیلئے پیش و پس

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

گئی صبح اور دوپہر بہی ہو لی — گہڑی سہ پہر کی بسر بہی ہو لی

گئی شب اذان سحر بہی ہولی — تمہین رات دن کی خبر بہی ہو لی

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

خزان آئی وصل بہاری گئی درختوں کی پوشش و تاری گئی
زمین بوستاں کی بہاری گئی وہ شبنم کی بھی اشکباری گئی

او ٹھو علم صاحب بہت سو چکے

وہ سوخی وہ بانکی ادائیں نہیں وہ زرین وہ رنگین قبائیں نہیں
وہ اب قہقہوں کی صدائیں نہیں وہ ناقوس کی بھی ندائیں نہیں

او ٹھو علم صاحب بہت سو چکے

نہ زاہد نہ مست خرابات ہے نہ ساقی کا می مین ہراہتہ ہے
بتونکی نہ حق کی کہیں بات ہے کہ متروک رسم عبادات ہے

او ٹھو علم صاحب بہت سو چکے

شمیم اب گل یاسمن میں نہیں وہ خوشبو بھی مشک ختن میں نہیں
گرانی وہ لعل یمن میں نہیں نمایش وہ در عدن میں نہیں

او ٹھو علم صاحب بہت سو چکے

عنادل کے نغمے چمن میں نہیں پپیہے کی آواز بن میں نہیں

فریبندہ انکھیں ہرن مین نہین نزاکت وہ گل کے بدن مین نہین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

بسر عمر کردی خرافات مین فنا ہوگئے نفی و اثبات مین

رہے قید بند جہالات مین نہ کی فکر اصلاح مافات مین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

گذارا دن اپنا فقط بات مین پڑے خوب سویا کئے رات مین

نہ کی اک گھڑی صرف طاعات مین یہ غفلت عمل کے مکافات مین

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

ابھی عیش ہین تمکو رستے کٹھن اوٹھانے ہین کیا کیا نہ رنج و محن

اگرچہ خدا ہے بڑا ذوالمنن مگر ہے عدالت یہ اوسکا چلن

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

یوہین کہو دیا تمنے سارا شباب ہوا کچھہ بھی تمکو نہ پیارا شباب

گرانقدر تہا یہ تمہارا شباب نہ کی قدر آخر سدہارا شباب

اوٹھو چلو صاحب بہت سو چکے

بہت جلد ہے آنے والا وہ روز مٹیگا جہان کا یہ سب ساز و سوز

رہیگی نہ یہ صورت دلفروز اجل ہوگی انجام کو چشم دوز

اوٹھو چلو صاحب بہت سو چکے

جو کرنا ہو کر لو کہ ہے وقت کم کرو یاد باری بہلا دو صنم

رہ حق میں جلدی اوٹھا و قدم ابھی تمکو کرنی ہے سیر عدم

اوٹھو چلو صاحب بہت سو چکے

میرا کام ہے کچھہ بتا دوں تمہیں کہانی وہاں کی سنا دوں تمہیں

بھلائی برائی بتا دوں تمہیں جو ہو نیند میں تو جگا دوں تمہیں

اوٹھو چلو صاحب بہت سو چکے

نہ کر نفس امارہ کی ہمرہی یہ ہے جانے جادہ گمرہی

مناسب نہیں اسمیں بیلوتہی تجھے خود ہے غفلت صدا دے رہی

اوٹھو چلو صاحب بہت سو چکے

یہ ابلیس ہے کچھ سمجھتے بھی ہو — پھنساتا ہے ہر روز یہ ایک دو

پھنسا لیگا تمکو بھی لو سن رکھو — خدا کے لئے اب نہ غافل رہو

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

ہیں مکر کی اسکے کچھ انتہا — جو کچھ اسنے چاہا وہی ہے کیا

پھنسے اسکے پھندوں میں ہیں اولیا — تمہاری تو ہستی ہے کیا تم ہو کیا

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

بہت سے فن جعل اسے یاد ہیں — فسون اسکے نشتر دست فساد ہیں

اسی سے تو سب اسکے نقاد ہیں — بچے ہیں وہی جو کہ استاد ہیں

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

وہ دانا ہے جو دور اس سے رہے — ہر اک آن متنفر اس سے رہے

حجابوں میں مستور اس سے رہے — الگ تا بمقدور اس سے رہے

اوٹھو حلم صاحب بہت سو چکے

وہی آدمی ہے جو کچھ کر رہے — بندہا جسکا ہر وقت بستر رہے

نہ یون جیسے تم بندہ پرور رہے　جہان نیند آئی وہین مر رہے

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

یہ کیسی ہے غفلت یہ کیسا ہے خواب　پڑا ہے آنکھونپہ کیسا حجاب

کھڑے ہین سب احباب با در رکاب　ذرا آنکھین کھولو مجھے دو جواب

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

جو کچھ ہمکو کہنا تہا اے دوستدار　وہ سب کہہ چکا تمسے یہ حلم زار

نہ مانو کہ مانو تمہین اختیار　ہم اب جاتے ہین کہکے یہ ایکبار

اوٹھو حلم صاحب بہت سوچکے

یہہ نظم مذکور الصدر بتاریخ ۲۱ ذحجہ ۱۳۲۰ھ

روز یک لکہہ کہ پوری ہین اتمام پہونچی

نالہ پدر　در انتقال نور نظر رحمہ اللہ

اے مرے نخل تمنا کے گل نو رستہ　اے مرے گلشن امید کے اک تازہ نہال

اے مرے نور نظر چشم و چراغ خانہ　اے مرے قوت بازو قوت دل قوت بال

اے

اے مری حسرت و امید کے مرکز فرزند — اے مرے لعل بدخشاں مرے در بے خیال

ابھی دو دن ہی تو گزرے کہ کھلا تھا سرِ شاخ — ہونے پایا تھا نمایاں نہ ترا حسن و جمال

ننھی تربیت کا تو تمنا مرے ریحانۂ عمر — کہ ابھی کھل کے تو ٹھیریگا سر شاخ نہال

یہ نہ معلوم تھا آجائیگی فوراً ہی خزاں — دم کی دم میں مرا گل خاک میں ہوگا پامال

یہ نہ معلوم تھا گلچیں ہے کمیں میں گل کے — یہ نہ معلوم تھا یوں دفعۃً آئیگا زوال

یہ نہ معلوم تھا یوں دل میں چبھیگا نشتر — کہ نہ معلوم تجھے اس زخم جگر کے احوال

ہائے یہ کیسی ہوا تند چلی اے مرے گل — ہائے یہ کیسی چلی باد جنوب اور شمال

کہ ہر اک برگ تری ٹوٹ کے ہمدم اس کا — میں تہیدست رہا دشت ہوا مالا مال

ہائے ای جان جہاں کیوں ہوا ایسے ناراض — جاتے جاتے بھی نہ دیکھا پدر خستہ کا حال

سیر اس گلشن دنیا کی ابھی کچھ تم نے کی — بے سبب ہوگیا جینا تمہیں کیوں وبال

کیا بگڑتا جو نہ دس بیس برس تم مرتے — کیا ضرر تھا جو نہ اس خستہ کو کرتے پامال

زندگی سے تری وابستہ تھا جینا میرا — اب جینا نہیں اے جان یہ ہے سخت محال

خیر اگر مجھ سے تھے ناراض تو اے راحت جان — اپنی ماں کی بھی محبت کا ہوا کچھ نہ خیال

رات دن غم میں ترے کوٹتی ہے سینہ و سر   خشک ہوتا نہیں اک دم آنسو بھی رومال

عذر تاخیر میں کہ سکتے تھے تم اے مہ جان   پدر خستہ کو تھا سخت مرض اور ہزال

اس لئے عالم ارواح میں دیر آیا میں   ہے یقین ہوتا نہ ہرا یہ ترا عذر مقال

خیر اب چھوڑ کے تم ہمکو جو صحرا میں بسے   کیسی صحبت ہے وہان کیسے ہیں اونکے سوال

خوش ادا نیک طبیعت ہیں کہ بد وضع ہیں لوگ   بد لب و لہجہ ہیں یا ہیں نمکین اونکے مقال

تم جو اوس عالم ارواح میں پہونچے مری جان   کیا کیا کیسے ملے کیسا کیا استقبال

کشف کا ہوتا کہیں اوسکے ارادہ ہے ہمیں   غفلت کیسے معلوم کرے کوئی جو ہو امر محال

اب بانی نہ کر اے سوختہ دل سوختہ جان   کام لے صبر و تحمل سے کہ ہو نیک مآل

ہان سن فوت جوانمرگ کی للہ تاریخ   تا کہ جب یاد کرے دلمین وہین اچھے احوال

بارھوین ماہ صیام اور دوشنبہ کی تھی شب   تیرہ سو تیس یہ تھے تین سو ہجری سال

دار دنیا سے گئے خلد میں شبیر حسین

باپ کو دیکے داغ غم ہجران و ملال

مطبوعہ اخبار ایجاد ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء   معروض بسبیر بجواب نامہ بدر از سید مجاہد حسین صاحب جوہر امروہوی

اے مر قبلہ کعبہ حق ایمان و یقین   اے مرے ہادی دین اہل علوم اہل کمال

ای انجمن کے اس عالم ارواح ۱۳۰۵
صبر بازم منع مرنے کا داغ

اے

اے مرے عاشقِ شیدا مرے غمدیدہ پدر — اے مرے قلزمِ ذخارِ فیوض و افضال

اے مرے واسطۂ و رابطۂ اصلِ وجود — اے مرے باعثِ جان مصلحِ احوال و مآل

تین احوال ہیں طفلی و شباب و پیری — مجکو انہیں سے پسند آگئے پہلے دو حال

شک نہیں آپ نے شفقت سے مجھے پالا تہا — تہا مری تربیت و درس کا ہر وقت خیال

اتفاقاً مرے سر میں کبھی ہوتا تہا جو درد — ایک اک آن کا اوس وقت گزرتا تہا محال

سب درست اور صحیح اسمیں نہیں شک مطلق — مگر اللہ کی مرضی میں نہیں کسیکی مجال

مجکو بہیجا تہا اوسی نے جو ہے سب کا خالق — لیا واپس بھی بمقدار کئے جسنے آجال

ہے خوشی مجکو کہ دنیائے دنی سے چھوٹا — آپ للہ نہ کیجے مری فرقت کا ملال

اوس جگہ ہوں میں جہاں جنت و آتش سے ہے — نعمتیں ایسی مہیا ہیں نہیں جنکی مثال

نام اوس جائے مقدس کا ہے دار السلام — یاں کے سکان پہ ہے فضلِ خدائے متعال

گلشنِ جنتِ ماویٰ اسے کہئے تو بجا — انبساط و طرب و عیش سے سب مالامال

سبزہ سرسبز ہے اور نخل ہیں پہلونسے لدے — گلبن صنعتِ غفار ہے ہر ایک نہال

اس چمن میں جو ہوا آتی ہے پیاری — جہومنے لگتے ہیں شاخیں پہ سر کا یہ حال

چشمے وہ جاری ہیں ہر سمت درختوں کے تلے　اِنَّ فی الجنّتِ نہرًا بلبن جسکی مثال

ٹھنڈکی رہتا ہوں اکثر میں ارام سے وہاں　ایسی گرمی ہے نہ سردی کہ ہو جی جس سے نڈھال

ہو بیان کس سے درختوں کے گھنے سایہ کا　دانیہ جسکی ہے قرآں میں صفت ایسی ظلال

میووں کے گچھے جو شاخوں میں لٹکتے ہیں بہم　نہ ستاتی ہے انھیں باد جنوب اور شمال

دل کی خواہش سے میں ان میووں کو جب کھاتا ہوں　لطف وہ پاتا ہوں جس کی ہے تمنا امر محال

یاں کی صحبت کا بیان کیا کروں ای قبلہ دلا　ہیں سبھی نیک سیر نیک روش نیک اعمال

قبر میں آپ جو دفنا کے پھرے گھر کی طرف　آئے فی الفور نکیرین وہاں بہر سوال

فضلِ خلاق جہاں سے وہ دئیے میں نے جواب　جس سے خوش ہو کے کہا دونوں نے ہیں نیک افعال

جوق جوق آئے تھے لینے کیلئے میرے بزرگ　کس مسرت سے کیا سب نے مرا استقبال

باتیں کرتے ہوئے لطف و کرم و شفقت سے　اپنے ہمراہ وہ لے آئے مجھے یاں فی الحال

چاہئے آپکو بھی ہے جو بزرگوں کا چلن　صبر سے کام ہو جانا نہ رہے استقلال

میرے آسائش و آرام کو اب سن پائیں آپ　والدہ سے یہ کہئے نہ کریں ہر ملال

صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد　کہ گئے ہیں یہ بزرگان سلف نیک خصال

ششم

سنہ ہجری میں اسی وجہ سے جوہر نے کہا   یاں یہ کچھ صبر ہی بہتر ہے نہیں جائے مقال

سنہ ۱۳۳۳ھ

مدفن عیش میں ہے آپ کا شبیر حسین   یاد فرمائے جوہر کا یہ اک مصرع سال

سنہ ۱۳۳۳ھ

پڑھیے الحمد کہ ہے مرقد شبیر حسین   کھینچا ہے آپ براہ رقم کیجیے یہ سال

سنہ ۱۳۳۳ھ

ناپسند آئے یہ مصرع تو یہ لکھیے سر قبر   ہمر باری میں ہے شبیر نہیں جنکو زوال

سنہ ۱۳۳۳ھ

ایک تاریخ کی دوں اور خبر اے قبلہ   کہ لحد میں ہوا شبیر پہ لطف متعال

سنہ ۱۳۳۳ھ

سن فصلی کی جو خواہش ہو تو کیجیے یہ رقم   پاک مرقد میں ہے شبیر حسین نیک فال

سنہ ۱۳۲۳ف

سن سمت کی جو ہو فکر تو یہ لکھیے گا   محو با خدمت شبیر ہے ہر روز کا لال

سنہ ۱۹۷۲ سمت

صوری و معنوی میں بھی ہو یہ مصرع تحریر

آہ تھے الف و صد سنہ یہی تعشیسواں سال

سنہ ۱۹۱۵ع

رباعی در شکریہ نظم تذکرۂ کتاب

جوہر جوہر کے ہیں نمایاں سب پر   ہے شیعوں کے فرقے کا وہ یکتا لیڈر

کیونکر نہ ہو یہ جوہر یوسف علی   جوہر میں انہیں سب سے ہی بالاتر

رباعی جوہر صاحب بجواب رباعی مذکور

جوہر کی فقط یہ عزت افزائی ہے　　جو آپ نے میری مدح فرمائی ہے
میری کہاں نہیں مدح - ہے ثنائے علما　　عزت یہ اون ہی کے فیض سے پائی ہے

دیگر

مرحوم پسر کو کبریا جنت دے　　مغموم پدر کو صبر دے صحت دے
اپنی ہی کہاں نہیں دعا یہ - اک قوم کی ہے　　ہارون کے قلب پاک میں طاقت دے

تضمین نا بر سلام میر بہولنی صاحب　　سنہ ۱۳۰۹

برق جولان ہے فرس شاہنشاہ دیجاہ کا　　تیز پیکان ہے اشارہ شاہ حق آگاہ کا
تیز ہے مثل سنان تیر الف براہ کا　　سیف بران ہے ریجز سبط رسول اللہ کا
تیر بسمل ہوسنے نعرہ جو بسم اللہ کا

کیا کسی کا خوف اوسے جو ہو ولی اللہ کا　　رعب چاروں سمت چھایا علی کے ماہ کا
شیر کو کیا خوف مجمع اگر روباہ کا　　معصف ناطق کو کیا ڈر کوئی بدخواہ کا
نیزہ خطی ہے کافی مد بسم اللہ کا

ہے ہمیشہ خوار جو دشمن ہے گمراہ کا　　خوب ہے نازل ہو گر اوس پر غضب اللہ کا
مدح حیدر کی جو کی دل جل گیا گمراہ کا　　ذکر جب چھیڑا سر منبر شہ دیجاہ کا
جل گیا حاسد یہ آرہ ہے بسم اللہ کا

رہنما ہے حیدرِ صفدر خدا کی راہ کا ہے معین احمدِ مرسل ولی اللہ کا

واہ کیا رتبہ ہے سلطانِ سلیمان جاہ کا حق ثنا خواں ہے علی صفدر کی بارگاہ کا

جانتا ہے وہ جو قاری ہے کلام اللہ کا

حضرتِ جبریل بندہ ہے تری درگاہ کا تو ہی در ہے زمانہ میں ہر اک گمراہ کا

تجھکو حاصل ہے شرف سب قربتِ اللہ کا اوج تجھ سے ہوا ایسا نہ روح اللہ کا

عرشِ اعظم پایہ ہے مولا تری درگاہ کا

ہے عجب غم خلق میں سبطِ رسول اللہ کا ماتمی گھر ہے ہر اک میں محبتِ شاہ کا

روتے ہیں سب حال سنکر فاطمہ کے ماہ کا بزمِ ماتم میں خیال آئے جو قتلِ شاہ کا

سینۂ گردوں نہ چھد جائے تیرِ آہ کا

کیا علی ولی تھا نور دیدۂ حیدر کی بارگاہ کا تھا فقط منظورِ قرب اللہ کی درگاہ کا

جب قریب آیا تھا وقتِ شہادت شاہ کا مجرئی یہ قول تھا خیر النسا کے ماہ کا

میں ہوں بے سر پر سلام ہو جائے خلق اللہ کا

شاہِ دیں نے کربلا میں آکے وہ ایذا سہی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی اور ستم ان نے سہی

[illegible]

پر خوشا ہمت خوشا صبر حسین ابن علی   شمر کو حضرت نے وقتِ ذبح بھی نفرین نہ کی

خیر خواہِ خلق کب دشمن ہوا بدخواہ کا

فاطمہ زہرا یہ چلاتی تھی دیکھو ہائے   شمر نے رکھدی مرے بچہ کی گردن پر چھری

یادِ حق میں محو تھے حضرت خبر مطلق نہ تھی   ضربِ اول تیغ کی جب شہ کی گردن پر چلی

چونک کر نعرہ کیا سید نے بسم اللہ کا

واہ کیا تھی تیز شمشیر تیغ شہنشاہ زمن   کب بیاں ہو وصف اوسکا جسکو کہتے ذوالمنن

ہو اگر شمشیر ایسی تو ال تیغوں عکس تیغ شہ سے یوں کٹتے تھے اعدا کے بدن

چاک کر ماہی کتاں جسطرح جلوہ ماہ کا

جسم خاکی سے مرے جبدم نکلجائیگا دم   اور لیجائینگے میری روح کو سوی عدم

پیشوائی کو مری آئینگے رضوان بہم   باغ جنت میں ہوا کسطرح جا تیری کھینگے ہم

تھام کر داماں دو لب اپنے خضر راہ کا

دشمن آلِ نبی جاتے تھے سب کوی گنشت   دین حق ہو نہ کہے تھے ان شقی بد سرشت

مینہ کیا تھی نامراں کربلا کی سرنوشت   شہ سنگیا اور انکی جانشیں دیکھ لیتے تھے بہشت

صبح ہے سودا ہست مشکل خدا کی راہ کا

ہے یہ بھی ارماں ہمیں خوں میں نہا دیجیے   فوج اعدا کے بدن سے سر گرا دیجیے

سینہ پر تیغ و سناں تن تن کے کھا دیجیے   کہتے تھے عون و محمد رن میں جا دیجیے

ماموں صاحب ہم کو ارماں ہے بہت جنگاہ کا

قتل ہوتا تھا جو رن میں سبط احمد بیگناہ   فاطمہ زہرا کی آنکھوں میں تھا سب عالم سیاہ

جور بیجا پر بیان ~~تیر اندازی پہ~~ آمادہ تھی ساری سپاہ   حر کو آتی تھی صدا جا جلد سوئے فوج شاہ

کام باطل کی طرف کیا حر حق آگاہ کا

جبکہ میداں میں شہید تیغ عدواں ہو گیا   کی بہت اوس شیر پر شبیر نے آہ و بکا

خوش ہوئیں زہرا بہت اور شاہ محبوب خدا   ہو گیا جب حوض کوثر پر تو حیدر نے کہا

دیکھیے انجام اے آل نبی کی چاہ کا

اے صبا جو دو لیے یوسف استادہ ہیں خدمت میں خادمیں میری آئے ہیں قدم

دور ہے گو راہ لیکن کعبہ مقصد بکالم پہنچا ہو مایہ جنت عازم سوئے عدم

خانہ زاد شاہ ہیں محتاج زاد راہ کا

بچپنا گذرا جوانی ڈھل گیا سر پر قدم   حد دیکھا آگے ایام پیری کا قلم

بعد چندے ہو کے خیمے سے اوجا کیا اپنا علم　　دم ادہر نکلا ادھر طے ہو گئی راہ عدم

کون مشکل ہے سفر اس منزل کوتاہ کا

خیمۂ آل عبا میں ہے بپا شور و فغاں　　چاک کرتی ہیں گریباں اپنے رو رو بیبیاں

جسم سبط مصطفیٰ ہے اسپ میں پیہم رواں ۱۹۵　　پوچھا گیا چلائی زینب اکبر جواں

سامنا ہے شاہ کو پیری میں غم جانکاہ کا

تضمین بر سلام میر انیس مرحوم ۲۱ سنہ ۱۳ ۱۹ صفر

عرش پر جبریل کب ماتم کناں رہتا نہیں　　فرقۂ جن کب زمیں پر نوحہ خواں رہتا نہیں

کونسی وہ جگہ ہے غم جہاں رہتا نہیں　　محو کس شہر میں شور فغاں رہتا نہیں

سید مظلوم کا ماتم کہاں رہتا نہیں

بے عزائے سبط پیغمبر ملا کسکو بہشت　　قیمت اشک حسین ابن علی سمجھو بہشت

مفت ملجاتی تو اپنے ہاتھ سے کیوں دو بہشت　　ایک آنسو ماتم شہ میں گرا کر لو بہشت

آج کے بازار کا سودا گراں رہتا نہیں

ہر کہ و مہ کے لیے در پیش ہے راہ عدم　　کیا جواں کیا پیر کیا اہل دول کیا ذی حشم

موت سے چھوٹیگا کوئی بھی نہ خالق کی قسم دیکھنا فاقہ آئے ہیں جو صاحب طبل و علم
کہاں اونکا ہی خلق میں نام و نشان رہتا نہیں

فرض ہی جن و ملک کو اقتدای اہل بیت خود خدا قرآن میں ہے مدحت سرای اہل بیت
دونوں عالم میں نہیں بہتر سوای اہل بیت ہاں رکھو کاشانۂ دل میں ولای اہل بیت
بے مکین کے صاف و پاکیزہ مکان رہتا نہیں

سوچتے برسوں رہے نا ہو کچھ اسکا بہی وضوح کیوں گئے دنیا سے شیث و آدم و ادریس و نوح
بعد مدت کے ہوا اس باب مطلب کا فتوح گھٹ گئے ارکان تن پیری سے کیوں نہ گبہرائے روح
کہنہ ہو کر قابل مسکن مکان رہتا نہیں

تیرے باعث سے ہوا رونق پذیر اسلام و دین رتبہ عالی ترا ہے ہے عرش برین
بوسہ گاہ انبیا ہے آپکے در کی زمین کیوں نہو کعبہ کا ثانی یا امام اولین
ایکدم سجدے سے خالی آستان رہتا نہیں

فرقت فرزند میں کب دیکھو اشک ہی حسین نور آنکھوں میں رہا چھپا جب نور عین
کس سے ممکن ہی کہ لکھے حال شاہ مشرقین جیسے گر کر بسر کی لذت ہمرہی حسین
خاک پر اشک گرے لیکن کبھی نشان ہوتا نہیں

ظالمو
خوب کی سبط نبی کی ~~سبط نبی کی~~ مہمانی ظالمو   آبپاشی کے عوض کی خونفشانی ظالمو
تپش گرمی کی یہ تشنہ دہانی ظالمو   کہتے تھے شہ دو علی اصغر کو پانی ظالمو

گھر میں کافر کے بھی پیاسا مہمان رہتا نہیں

تھا کبھی ہمکو بھی حاصل اختیار باغ نظم   شان پروانے کے تھے پر دم نثار باغ نظم
لیکن اب وے جل میں نہ صورت زار باغ نظم   عہد پیری میں دکھا میں کیا بہار باغ نظم

لطف گلگشت چمن وقت خزان رہتا نہیں

تو بہ عصیان نہ کرنے پر ہے کیوں اتنا مصر   یاد رکھو اک دن ہو گی یہ تری غفلت مضر
کبر پاکینے رہیگا سو برس تک مستمر   کبر سن پر موت انسان کی نہیں کچھ منحصر

پیر رہجاتے ہیں اکثر نوجوان رہتا نہیں

ماتم سبط نبی ہے شغل شام و پگاہ   چھا گیا ہے سینۂ غمناک پر ابر سیاہ
آتش سوز دروں سے جل کے شغل رگ کاہ   پھنک رہا ہے دل غم شہ میں اونکھے کیا دواہ

شعلہ ور ہوتی ہے جب آتش دہوان رہتا نہیں

حلم کیا کیا لوگ گذرے ہیں وفا کے دشت میں   تھے تر سے ثابت قدم صدق و صفا کے دشت میں
دیکھ لو عرفان دہشت کربلا کے دشت میں   مدحت آل پیمبر کے ثنا کے دشت میں

آتش کا رخش قلم کسرین دوا رہتا نہیں

تضمین بر سلام میر انیس مرحوم

صاف گلزار جناں کا ہوگا منظر قبر میں آ رہی جنت سے خوشبوئے گل تر قبر میں
بہر امداد آگئے شبیر و شبر قبر میں مجرئی شمعوں کو ظلمت کا نہیں ڈر قبر میں
ہوگا نور الفت آل پیمبر قبر میں

میرزا ہی حق کا اثر باقی رہیگا تا ابد اسکے ہر مصرع کے بدلے میں صلے ہیں لاتعد
راستے سے ہی مستجل اپنے دعوے کی سند ہوں ثنا خوان گل زہرا ابھی سے تا لحد
باغ جنت کی ہوا آتی ہے فر فر قبر میں

ساتھ ساتھ اپنے عمل کے رحمت داور بھی ہے چشم افضال و عطائے آل پیغمبر بھی ہے
خانۂ دل نور سے برج مہ و اختر بھی ہے فضل حق سے روشنی اندر بھی ہے باہر بھی ہے
شمع تربت ہر چراغ حب حیدر قبر میں

زشتی اعمال سے میں ہو چکا تھا رو سیاہ موج بحر معصیت میں تھا مرا بیڑا تباہ
ہاں مگر دلمیں جو رکھتا ہوں میں اپنے شہ کی چاہ پیش اعمال کیسی ڈھک گئے سارے گناہ
بن گئی خاک شفا رحمت کی چادر قبر میں

دولت دنیا و جاہ و حشمت و تاج و نگیں ہستی فانی ہیں کچھ اعتبار انکا نہیں

بے تامل جاتے ہیں اہل ادراک و یقین — چشم عبرت کا اشارہ ہے بوقت واپسین

دیکھ خالی ہاتھ جاتا ہے سکندر قبر میں

قبر میں جاہ و حشم آخر گیا ہے کس کے ساتھ — ہے مخالف اب اوسی کے تھا موافق جس کے ساتھ

ایک سا برتاو اوسکا راجل و فارس کے ساتھ — مال و دولت پاس اوسکے ہے نہ کنگال اوسکے ساتھ

دیکھ لو یکساں ہیں درویش و توانگر قبر میں

ٹوٹ جاینگے علاقے صحبتوں کے بعد مرگ — چھوڑ دینگے ساتھ چلتے عزیزوں کو بعد مرگ

حل ہو جاینگے عقدے صحبتوں کے بعد مرگ — قطع ہو جاینگے رشتے الفتوں کے بعد مرگ

ساتھ جائیگا نہ بابا نہ برادر قبر میں

ساتھ جائینگے نہ یہ سرمایہ و احباب جہان — چند دن کے ہیں یہ جلسے ہمرہ اصحاب جہان

ہر طرف سے منہ موڑ جائینگے ارباب جہان — نفع بخشینگے نہ یہ دولت نہ اسباب جہان

کام آئیگی نہ یہ پوشاک پر زر قبر میں

اسقدر فخر و تبختر کیوں کرو اے غافلو — ایکدن جانا پڑیگا یاں سے آیا جو اے غافلو

اٹھی آنکھ ایک سے غفلت سنو اے غافلو — حال حشمت آئینہ میں دیکھ لو اے عاقلو

لیگیا کیا مال دنیا سے سکندر قبر میں

لہو در مختار کی قبر پہ سجاد نے   گریہ نالہ کیا دل لہو کر کے سجاد نے

اشک بر حسرت بہائے قبر پہ سجاد نے   احمد مرسل کو دیکھا تھا کہ سر سجاد نے

جب اوتاری لاش نور چشم حیدر قبر میں

کس سے امید یکو دفن کے بعد اے نفیس   اب کہاں وہ عشق جو کی دفن کے بعد اے نفیس

بیکسی تک بھی نہ روئی دفن کے بعد   پوچھنے آیا نہ کوئی دفن کے بعد اے نفیس

ہے غضب کس کی کہیں گذری جو شبیر قبر میں

ایضاً بر کلام میر نفیس مرحوم از محمد ہارون حلم

گریہ میں ڈال دیں پیری سجاد کے بین یاد نہیں   باندھ دیں سو گرہ چلتی ہوا کہ یاد نہیں

کیا کہوں کیا ہیں زور نہاد بنت خدا کہ یاد نہیں   بیٹی وہ ختم انبیا نہ اوصیا کہ یاد نہیں

جو شبات اے مجرئی تھا مرتضیٰ کے یاد نہیں

ایضاً

یوں تو یا اللہ بنت تھے عالم میں شاہ با کرم   کوئی نشان نہ تھا غیر از رسول محتشم

ہاں مگر کعبہ اور رہی تقی ہادی عسکری شان الم   جب سے کعبہ دین و دنیا مشہد باب حیدر قدم

اوج ساق عرش نہاد بنت خدا کہ یاد نہیں

موم کر دیتا تھا پتھر کو بھی حضرت کا کلام　جھکتے تھے اشجار سو تعظیم سے بہر سلام
جب کبھی چلتے تھے محبوب خدا با احترام　سنگ خارا پر نشان پڑتا تھا ہنگام خرام
تھا یہ ادنیٰ معجزہ خیر الوریٰ کے پاؤں میں

نقش پا تھا ان کا ہو کب سے ہاں کیوں آ نہ لگے　بیخودی رفتار کی شیدا کو دکھلانے لگے
کی سر آشفتہ کی ہمارے عزت افزائی لگے　قاسم نوشاہ کی تربت کا بولانے لگے
کیا لگی ہے صبح سے مہندی ہوا کے پاؤں میں

کس مصیبت میں پھنسی تھی عترت خیر الانام　ظلم پر ظلم اور بلا پر تھی بلا ہر صبح و شام
طوق و زنجیر گراں پہنے بندھے تھے تمام　قید اعدا میں چلے تھی پا پیادہ راہ شام
گڑ گئے کانٹے مریض کربلا کے پاؤں میں

کب یہ ظلم و جور اولاد نبی پر تھا روا　قید کر کے لے گئے تا شام ان کو اشقیا
اور تو جو جو ستم گزرے سو ہر گز ہوا　ای عزیزو حق کی یا مصطفیٰ دیکھو ذرا
بیڑیاں سون لوہے آل عبا کے پاؤں میں

کیا سبب کیوں تھی نکہت باغ رسول　نہ صبا نے جو گلہائی نکہت باغ رسول

کیوں بھلا مجھ سے چھپا نکہتِ باغ رسول — جز ہو گیا دن اور نہ لائی نکہت باغ رسول

جیسے کھ گئے ہیں گلے کانٹے کیا ہوا کے پاؤں میں

غوطے کھاتے ہیں شناور دُرِّ مکنوں کیلئے — ہیں بشر حیران ہمیشہ نقد مخزوں کیلئے

کیا کہوں کیا فکر ہے اس قلب محزوں کیلئے — رات دن یوں طبع ہے سرگرداں مضموں کیلئے

جیسے بہر رزق ہو گردش گدا کے پاؤں میں

جب چلے اہل حرم ہو کر اسیر اشقیا — قتل کے میدان میں ہو چکی وہ غربت و بینوا

دیکھ کر سبط پیمبر کا بدن سے سر جدا — کہتے تھے سجاد کیونکر سر کروں میں پھر فدا

تب نے بیڑی ڈالدی ہے ہلے وداکے پاؤں میں

یاد کس سلطان عالم کی ہے اے وحشت میں جلیس — لکھی محفل محفل اند فلک کی ہیں نفیس

بنگ ہے وہ جگر کہ کیا ان آنسی — آرزو اوسکی قدمبوسی کی ہے دیکھو لکھتی

حلم

ہے ضیا خورشید کی جس بادشا کے پاؤں میں

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ — تمام شد

تضمین بر سلام میر مونس مرحوم

باب مضمون جدید اے طبع انور کھول دے — قفل در رشید حلم اے نکتہ پرور کھول دے

دفتر غم شاہ کا اے قلب مضطر کھول دے — عقدۂ سلک گہر اے دیدۂ تر کھول دے

ابر نیساں ہر برس کر اپنے جوہر کھول دے

ہند سُن و حسن بیاں میں دے مجھے طبع سلیم — ہو نہ لفظوں میں گرانی اور نہ مضمون ہو سقیم

ست گویائی کی طاقت تو نے بخشی اے حکیم — تو ہی دانا ہر رگ و ریشہ کا اوسکا یا کریم

خبر دے تیغ زبانکا گن جوہر کھولدے

لاکھ اب باد مخالف زور دکھلائے تو کیا — یاکہ موجوں سے سمندر کے تلاطم ہو بپا

غرق دریا کا سفینہ گھیر لیں مطلقا — آئے طوفانسے بچانیکو علی اے ناخدا

ہاں گرادے بادباں کشتی کا لنگر کھولدے

حامیہ مخلوقات کے حیدر سے مشکلکشا — ہو گئی حاجت روا جب کوئی آیا بینوا

پر ہوا مشہور جب سے انکا یہ فیصلا — قید میں بلبل بھی دیتی ہے علی کو یہ صدا

میرے پیارے قاضی باز و کبوتر کھولدے

مرتے جاتے تھے رفیق شاہ جو شب کو صبح سے — ایک بھی ملتا نہ سینہ پہ لگا جو صبح سے

مضطرب جب دیکھتی تھی لخت دل کو صبح سے — کہتی تھی بانو کمر باندھے ہو صبح سے

کیوں علی اکبر گرہ پٹکے کی مادر کھولدے

راہ حق میں کر دے قربان اپنے نور عین — جسکے رتبہ سے کہیں تنہا ہے ایت اوج فرقدین

وقت عصر آئے ادا کرنیکو خود بھی گردن ذبح کا مشتاق ہوگا کون جز آل حسین

ہنسکے جو بند گریبان زیر خنجر کھولدے

واقعات دہر بد و دہر سے سنتا ہوں میں غرق دریائے تحیر روز و شب رہتا ہوں میں

لیکن اس جانکاہ غم سے اپنا سر دھنتا ہوں میں شمر سے کہتی تھی زینب دختر زہرا ہوں میں

میرے بازو کی رسن بہر پیمبر کھولدے

قتل کے سب انہیں تنہا تھے شہ والا صفات نامہ بر آتے ہیں یا خط صغرا لیکے ساتھ

دیکھ نامہ رہگیا حیران نہ نکلی منہ سے بات شہ نے قاصد سے کہا تو لیکر ہاتھ میں

تو خط صغرا کا نامہ برادر کھولدے

مدح خوان گزرے ہیں لاکھوں فاطمہ کے ماہ کے ہیں ثنا گو بیشمار اس خاصۃ اللہ کے

حلم کچھ تنہا تم ہی پر ہو نہیں اس راہ کے نکتہ دان ہیں طالع مونس سے ذکر شاہ کے

۱۳۲۱ھ
۲۱ ربیع الاول

اپنے بستہ سے ابھی دفتر کے دفتر کھولدے

سنہ ۱۳۰۹

سلام

غم سرور میں جو مصروف بکا ہوتا ہے خلد میں اوسکے لئے قصر بنا ہوتا ہے

قطرہ اشک غم شاہ میں جو آنکھوں سے گرا پیش خالق وہ در بیش بہا ہوتا ہے

جب لگا تیر پہلو تو کہا رو رو کے / تجھ پہ یارب مرا اصغر بھی فدا ہوتا ہے

شب عاشور یہ حضرت نے رفیقوں سے کہا / دیکھیں کل صبح کو اس دشت میں کیا ہوتا ہے ق

جسکو منظور ہو جانا وہ چلا جاوے ابھی / شب گزرتی ہے یہاں ظلم سوا ہوتا ہے

مرنے والوں نے کہا آپ پہ جانیں ہوں نثار / خوش ہیں ہم بندہ درگاہ پہ کیا ہوتا ہے

سینۂ شہ پہ چڑھا شمر تو زینب نے کہا / ہائے بھائی مرا اب ذبح قفا ہوتا ہے

دی یہ اکبر نے صدا دوڑیے بابا جلدی / زین سے اب یہ فرزند جدا ہوتا ہے

اشقیا کہتے ہیں سجاد کو بیدل ناشام / ایسے بیمار پہ بھی ظلم بھلا ہوتا ہے

اے شہید خدا

رو کے زینب نے کہا جلد خبر لو بابا / ظلم شبیر پہ اب حد سے سوا ہوتا ہے

کہا زینب سے یہ شہ نے کہ بہن صبر کرو / نہیں ٹلتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

سارا گھر راہ الٰہی میں لٹایا شہ نے / کون کم خلق میں یوں اہل وفا ہوتا ہے

جو کہ مرتا ہے ثنا خوان حسین ابن علی / حوض کوثر سے وہیں جام عطا ہوتا ہے

جلد اب حلم کو روضہ پہ بلا لو مولا / دیر ہوتی ہے تو دم تن میں خفا ہوتا ہے

سلام ۱۳۰۹

بیان وصف حیدر جو ہمسر ہو نہیں سکتا / جو ہے دریا میں ڈوبا پھر وہ تر ہو نہیں سکتا

شیعو ہوئی ہے موت شیعو ہوئے آقا کی ابر الم چھایا ہے

شیعوں کے سر و نبر سے مولا کا اٹھا سایہ ہے کالی کفنی پہنو

کیا کیا بینیں دکھ پائی گھر چھوڑ کے پائی آئی سر کھلے پھرتی گلیوں ای

بیکس بے بیٹیوں کو صدمہ حسینؑ سے رحم آپا کالی کفنی پہنو

خنکی بہ جو خیمہ تھا سردار دو عالم کا آگ اوس میں لگا دی ہے

گنبد کا گنبد اک یتیموں کا دم ہوش نہیں ہے آپا کالی کفنی پہنو

اس فاقہ کا ہر مستی بھوک ورا ای فوج عمر بے دین

جیسے کا ہر مستی ورشتہ ہی بیلے اون بیٹیں آپا کالی کفنی پہنو

کبھی کی شہادت بیمار کو ایک لگی اور سر پہ ستم دیکھو

زنجیر ونجیں جکڑا ہی اور طوق بھی پہنایا کالی کفنی پہنو

وہ وقت بھی کیسا تھا رو رو کے جو کہتی تھی وہ دختر سالم

عمو بھی گئے بابا بھی نہ رہے آپا کالی کفنی پہنو

ہر ایک سے کہتا ہے ختم حزیں رو رو ای دوستو شیعو

لو چاند محرم کا گردوں پہ نظر آیا آپا کالی کفنی پہنو

۱۴ شعبان ۱۳۱۲ھ

قصیدہ در مدح امام زمان علیہ السلام

صبح امید ہے دگر رخ تابان کس کا — خندۂ گل ہے خیال لب و دندان کس کا

مہر ہے شانہ کش زلف پریشان کس کا — ماہ ہے آئینۂ روی درخشان کس کا

اثر بال ہما رشتۂ دامان کس کا — افق تقدیر نما چاک گریبان کس کا

ہے سہیل یمنی گوی گریبان کس کا — فلک البروج پہ جوزا ہے ثنا خوان کس کا

دم عیسیٰ ہے فزونی لب جنبان کس کا — ید بیضا ہے کف جود نمایان کس کا

خلق میں غاشیہ بردار ہے کس کی ملک — پر جبریل رہا مروحہ جنبان کس کا

آسمان پایہ ہے کس کے در دولت کی زمیں — ہمسر عرش ہے تو فیض میں ایوان کس کا

کس نے عالم میں سماوات کیا خالی تھا — جا بجا منزلت قدر ہے احسان کس کا

کس نے بھیجا تھا وہاں مائدہ بر دو سلام — تھا خلیل صمدی آگ میں مہمان کس کا

دل و جاں ہے میں فدا خلد کی حوروں کی کمر — کہ ہے مشتاق ہی غنچۂ لب گلستان کس کا

سعی بوذر کی میں جا لگی جبیں کی شکن — کہ نظر ہی قدر و نگاہ کس کا

مشتاخلق سماوات و ارض کا حدوث — وجہ ایجاد ہوا ... امکان کس کا

غرفات

نام سے کسکے مزین ہیں جہاں کے غرفات — اپنے قرآن میں مداح ہے یزدان کسکا

کس کی تعلیم نے بخشا ہے دو عالم کو شرف — بار ہے گردن کونین پہ احسان کسکا

کس کے محکوم عدالت میں ہیں جن و انس و ملک — سیف قاطع سے بھی کچھ تیز ہے فرمان کسکا

چشمۂ فیض ہے انگشت اشارت کسکی — منبع جود ہے دست گہر افشان کسکا

ہے شب پانزدہم کس کے سبب شب قدر — مطلع نور ہے نصف مہ شعبان کسکا

مہدی ہادی دین تابع شرع مبین — غیر اولاد نبی ہے یہ شرف و شان کسکا

خود امام اور امام آپ کے آبائے کرام — یوں بلا واسطہ ہے مجد فراوان کسکا

گر نہیں فرد جہاں آپ کے انداز جمال — عکس تنویر ہے حسن مہ کنعان کسکا

گلشن میں آپکے وصف کے چرچے جو نہ تھے عالم میں — نام لیتا تھا یہ پھر مرغ غزلخوان کسکا

دل میں جو کچھ بھی ہے خفیہ انہیں ہویدا ہے تمام — ایک ساں علم میں ہے ظاہر و پنہان کسکا

آپکے سائل ہوں نہیں شاہی کونین اگر — پھر تو بتلاؤ کہ ہے نام سلیمان کسکا

جسنے کی ان سے عداوت کی خائن قائم — خود جہنم میں جلا اپنی ہی نقصان کسکا

غیر سے کب ہیں کیا کوئی دشمن ہو کہ دوست — ذکر یہ چھیڑ دیا پھر نہ [illegible]

سر تسلیم جھکا سر ہو ادب کی یہ جا — کسکا دربار ہے یہ اور ہی ایوان کسکا

حضرت

حضرت حجت قائم کی ہی سرکار رفیع بیجان بے نیک گیا بسمل دل مار کے کھا

عرض حاجت میں تامل ہے نہیں اے صاحب حلم نگران دیر سے ہی دیدۂ حیران ترکا

ہندی اک مستری ہے کنج خانہ تاریک یعنی قید تو بہر ہے نام ہی زنداں کا

آب سوخیا دین خراسان و نجف درنہ

اب غریب خاک نجف میں کون ہوا پان کا

قصیدہ مدحیہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ۲۳ شوال سنہ ۱۳۲۰ ہجری روز جمعہ

بیکران بحرے دنیا میں طبیعت میری حکما مات ہوئے بیٹھے ہیں جو دیکھی جودت میری

رہ گیا دنگ مقابل میں مرے جالینوس تجربہ کیا کبھی جب وقت حذاقت میری

ہے ارسطو کو لکھا تھا وہ حکیم مقبل حیف دیکھی نہ مگر اوسنے حکمت میری

گو فلاطون کا قیافہ میں بڑا حصہ ہے ہے فزون اوس سے مگر کچھ تو فراست میری

سند سی شکل کا موجد ہی تو ہوا اقلیدس اوس سے اچھا ہیں ہاں ہی ذہانت میری

ہیں سے اشکال سمجھنے میں بڑی سوال صورت آئینہ تکتا ہی صورت میری

اقلیدس و سقراط زبان بند کریں سبز تجھکو خطہ یونان میں ہی شہرت میری

میں نہ جویا ہوں صلہ کا نہ طلبگار ثنا ۔ غیبت کے لئے پھر ہوتی ہے غیبت میری

یا علی تم پہ ہویدا ہے مرے قلب کا حال ۔ تمکو معلوم ہے جس سمت ہے رغبت میری

میرے انجاح مطالب میں نہ تاخیر کرو ۔ جلد ہو جائے بر آمد جو ہے حاجت میری

تو نے یوسف کو اسیری سے چھڑایا ہے مشفقا ۔ دور کر جلد ہی روزانہ مصیبت میری

ہوتی ہے عمر یہ عادی کہ نہ پائیں ثمر ۔ سر حاسد پہ چلے تیغ نیابت میری

فائدہ مند ہو اور اسکو عدو اور ابتری ۔ ہو نہ باشد کم آزار طبیعت میری ۔ اوسکی

یا علی مرحلہ قبر ہے پہلی منزل ۔ قابل رحم ہے اوس وقت کی حالت میری

یہ پسر دور ہیں اور گھر میں ہیں اعزا ۔ توشہ رکھتی نہیں ہمراہ فلاکت میری

تا سر غار لحد رکھنے چلے آئینگے ۔ ساتھ دیگی نہ وہاں جا کے جماعت میری

ملکیں آئینگے پرسش کیلئے با ہیبت ۔ خوف سے ہی ابھی اور ہوئی صورت میری

تو نہ آئیگا اگر میری مدد کو اوس وقت ۔ خسروا کس سے بھلا ہوگی حمایت میری

پھر اوٹھونگا قبر سے جب یہ سوال اعمال ۔ ہوگا مجھ سے قیامت میں قیامت میری

اور احساں بھی ہوا ہو جو اگر وقف ۔ اور گردن کو جھکا دیگی ندامت میری

گرمی مہر سے ہو جو مری آتش میں شدت — اور بھڑکی کیلیے عرض محبت میری

بولنا ممکن نہ ایسی تھی حالت میں — کرنا جام مئی کوثر سے ضیافت میری

اور پسینہ میں تہ تیغ سرنگون کیا تھا — اسکی تربت سے کہ دلمیں تھی محبت میری

قابل نار نہیں ایسا کوئی اگر جو بد — اسکا ہر جزو بدن میں تھی ولایت میری

بخشدی سبکو خدایا کرم حیدر سے — حلم کے حق میں مقبول شفاعت میں کیا

حلم ہی مجیب خدایا یہی ارشاد دعا — اپنے احباب کی حق میں ہی اجابت ہی کیا

انکو اپنے کرم و لطف سے رکھ شاد مدام

ان کو احباب کی راحت سے ہی راحت میری

قصیدہ در مدح امام صاحب الزمان علیہ السلام — ماہ شعبان ۱۳۱۹ھ

ہوش کر ہوش کہ ضائع نہ ہوں تیرے اوقات — ہے خردمند جو تسلیم کرے اچھی بات

ہے یہ ہنگام سحر نغمہ سرا ہیں طائر — تو بھی اوٹھ شب خواب سے اور بہر خدا پڑھ صلوة

دیکھ کیسی چمن سے چلتی ہے نسیم سحری — کیا خوش آیندہ عنادل کی ہیں پیش حالات

یاد باری میں کہیں بلبلیں طاؤس ہیں مست — کہیں طوطی ہیں اشجار پہ دلکش لمحات

مختلف بولیوں میں کرتے ہیں حمد اسکی — مختلف سب کے ترانے ہیں صدا مختلف لغات

تازگی بخشی ہیں اس درجہ صبا کے انفاس　　کہ ہری ہونی لگی خشک پڑی تھی جو نبات

ہو مسامات زمیں سے جو نکلتی ہے گزر　　جھاڑ کر خاک اوٹھیں زیر زمیں سے اموات

آمد صبح کا مژدہ جو صبا لائی تھی　　ہو کے خوش ہنسنے لگے باغ میں سنتے ہی نبات

مختلف رنگ کے پیدا ہوئے لباس گلشن　　صنعت صانع یکتا کی ہیں ظاہر آیات

ہے کوئی سرخ کوئی زرد کوئی نارنجی　　مختلف رائحہ و صورت و الوان و صفات

دستہ گلشن میں کوئی ہے کوئی یاسمین　　اک عجب حسن و لطافت ہے نئی جن پہ برات

شاید گل کھلے خود افق مغرب سے　　ساتھ لایا ہے فلک شانہ نور در مرات

لیلیا ہے کسی بلبل نے جو لب کا بوسہ　　عرق شرم سے ڈوبے ہیں جبین و وجنات

جابجا گل پہ یہ شبنم کے نہیں ہیں قطرے　　ظلمت شب میں انہیں ہاتھ لگا آب حیات

اک طرف غاشیہ بردار ہیں مرغان چمن　　اک طرف مروحہ جنباں ہیں سحر کے نسمات

کسی گلچیں نے کوئی پھول اگر توڑ لیا　　شور اوٹھایا یہ عنادل نے کہ یہ للثارات

پاسداری میں گلوں کی ہے صبا خود مصروف　　ہے یہ ڈر ہو نہ کوئی بات خلاف عادات

شکر صد شکر گئی رات ہوئی پیدا صبح　　للہ الحمد کہ گذرے شب غم کی ظلمات

شاہ خاور افق شرق کے پاس آ پہونچا — آسمان پردہ نمایاں ہوے نوری آیات

آج کی صبح کچھ اس طرح کی ہے نور فشاں — کہ ستاروں سے چمکنے لگے ہیں زمیں ذرات

شاخ اشجار جھکی جاتی ہیں بہر تسلیم — پڑھتے جاتے ہیں عنادل بھی برابر صلوات

کوئی استادہ ہے لب جو خاموش — کوئی جھکے ہوے ڈالی میں لگا کر ثمرات

ہے عجب وقت سعید اور مبارک ساعت — ہر دقیقہ پہ فدا جسکے زمان و ساعات

اسکی ہر آن میں ہے رحمت خالق کا نزول — اسکا ہر ثانیہ ہے مورد لطف و برکات

آج ہے اوس خسرو عالم کی ولادت کا دن — جسکے محکوم ہیں روز و شب و نور و ظلمات

جسکے باعث سے ہے افلاک و کواکب کو بقا — جسکے باعث سے زمین اور زمان کو ہے ثبات

فیض سے جسکے خجل بحر تو شرمندہ سحاب — نور سے جسکے خجل ماہ تو خورشید ہے مات

دُر سے بہتر ہیں جسکے دُر دو لب کے حروف — لعل سے بیش بہا جسکے زمیں کے ذرات

جسکے دادا پہ ہوے ختم رسالت کے امور — جسکے دادا کیلئے خلق ہوے موجودات

انکو معلوم ہیں اسرار و رموز عالم — انکے اظہار میں ہر ایک کنہ حقائق کے نکات

آئینہ روشن ہے جو کچھ پردۂ دل میں ہے خفی — منکشف انکے ہیں سب ارض و سما کے حالات

دیں

دیں اگر حکم تو آجائے فلک زیر زمیں | اور ہیں سبع سماوات زمیں کے طبقات

سبع سیارہ افلاک ثوابت ہیں جو | کواکب ہیں ثابت ہیں سیارات

جمع آفاق کی جانب جو اشارہ فرمائیں | ایک جا ہیں [illegible] ہے جہات

~~آسمان خشت کا اک [illegible]~~

سیر افلاک کا گر جو ارادہ دل میں | آسمان خشت کا اک ہے بنائے مرقات

کیسے قم قبر پہ ٹھوکر جو قدم مار ہیں | جسم میں مردہ صد سالہ کے آجائے حیات

ہوں اگر عالم دنیا کے شب تار قلم | اور دریاؤں کے پانی کو کریں صرف دوات

بنی آدم ہوں لکھیں اور جن و ملک کاتب ہوں | پھر بھی [illegible] ہیں صفات

اے امام ابن امام ابن امام ابن امام | آپ ہیں آنکہ خلف نور خدا جنکی ذوات

تھے اولی اللہ وہی امر الٰہی کی مراد | تھے وہی لشکر کونین کے حکام و ولات

لے لباس انما یہ جو ہیں خالق کی قسم | شاہد صدق ہیں قرآن کی اکثر آیات

آپ کے جد ہیں علی قلعہ کشا خیبر گیر | جنسے کعبہ سے گرائے صنم لات و منات

حامی دین نبی حاکم ملک لا ثانی | ہیں خدا خالق کونین خداوند علا

آپ کے نور سے پیدا ہوئے افلاک و زمیں | آپ کے نور سے مخلوق ہیں حور و جنات

کون سا گھر ہے کہ منزل ہے تری سرزمیں / یا گیا ہے سوئے سماوات لگا کر سلّم

ڈھونڈھ آیا تجھے ہر دشت و جبل میں لیکن / نہ ملا تیرا نشاں اے نسیم نیک شمیم

چشمِ نرگس سے بھی گلزار میں دیکھا جا کر [ڈھونڈھا کر] / کہ کبھی تو بھی ہوئی اوس گلِ تر سے محرم

وہ تو خود مستِ [مے ناز] ہے کیا اوسکو غرض / کہ بھلا ہم سے غریبوں کو کرے لا و نعم

کی عنادل سے بھی اس بات میں اکثر تقریر / اونھیں اپنی ہی گلوں سے نہیں فرصت اکدم

کی مگر بادِ صبا سے جو کہ ہمدرد رہی / آئی آواز کہ اے شیخ ذرا باغ میں تھم

سایۂ نخلِ گلِ تر میں ذرا دم لے لے / اتنی کیوں فکر اٹھائے ہے یہ بالکل عبث غم

کسکا طالب ہے تو اے سوختہ تن خستہ جان / یاد میں کس کے ہے جیتے کہ ہیں دیدۂ پرنم

نام لیا اوس گلِ نوخیز کا ہمکو بتا / کس کے درد و غمِ فرقت نے کئے تجھ پہ ستم

لب سے اوس گل کی صدا میں گریاں [بیمار] / وحشتِ جاں کیسی روز سے کیا اے قسم

عرض کی میں نے ادب سے وہ علم اپنا ہے / وہ محبوبِ گلِ دین ہے بار سلام

[حاشیہ: محبوب]

مجھے لیلیٰ سے نہ مطلب ہے نہ سلمیٰ سے غرض / یہی مقصد ہے کہ ملجائے وہ فخرِ عالم

سنتے ہی یہ بات کہا بادِ صبا نے خاموش / پھر کہا کچھ جو دہن سے تو زباں ہو گی قلم

مضمحل ہو گئے پژمردہ تھے جو دو اک غنچے باغ عالم میں چلی ایسی ہوائے نکبت

اہل علم اپنی کتابوں کو لئے زیر بغل جا کے بیٹھے لب افسانہ بار عزلت

کس سے پوچھیں یہ کہ عقول عشرہ کا ہے خبر کس سے اب پوچھیں کہ ارادی ہے فلک کی حرکت

کون بتلائے مقولات عشرہ کے معنی کون بتلائے کم و کیف کی کنہ و ماہیت

کون بتلائے کہ ہاں ہے یہ عرض یا جوہر یا کہ ان دونوں کی مطلق ہے ہستی نسبت

کون بتلائے کہ مبدا میں ہیں اشیا کیا کیا اور ہیں واسطے مبدا کے لوازم علت

کون بتلائے کہ منصور کا دعوی تھا غلط کون بتلائے کہ الذی مسلک تھا بدعت

ہاں مگر تھا کوئی ایسا بھی زمان عشرت جمع احباب تھے اور علم کی تھی صحبت

تھا ہر اک فاضل و ذی رتبہ و منتخب و ادیب تھا ہر اک فن کا ماہر و عالم علم حکمت

جن کے ہر لفظ سے سو معنی پنہاں پیدا جن کے ہر نکتے سے پیدا تھی ہزاروں نکہت

تھی کبھی بحث اصول کبھی منطق میں کلام کبھی تقریر مطالب کی کبھی کو سبقت

کھینچ لیتا تھا کوئی دائرہ ہندسہ تا کہ ثابت کرے قسمہ و علم ہیئت

عددی بحث کبھی مسئلہ کر میں ہوئی کبھی قرطاس پہ ہندسہ میں کسی کو حجت

عام اور خاص کے جھگڑے کو کبھی چھیڑا نص و ظاہر میں کسی شخص کی اکثر قوت

کوئی کرتا تھا حدیثوں سے کبھی استدلال پیش کرتا تھا کبھی کوئی سند میں آیت

کوئی کہتا تھا ظواہر پہ عمل بدعت ہے   کوئی کہتا تھا نہیں ظاہر قرآن حجت
کوئی کہتا تھا نہیں امر پیاں وجوب   کوئی کہتا تھا کہ ہے نہی کو لازم حرمت
کوئی اجماع کو لاتا تھا سند میں اپنے   کوئی کہتا تھا کہ کافی ہے زبان پر شہرت
تھی غرض صحبت علمی وہ غنیمت لیکن   گردش چرخ نے برتوڑ دی وہ جمعیت
متفرق ہوئے اوراق مرتب ناگاہ   اڑ گئے ہائے وہ اسباب علم و عمل کی صحبت
کوئی مشرق میں گیا اور کوئی سمت جنوب   لی کسی دوست نے بحر قطب شمالی کی جہت
سارے اخوان صفا اپنی منازل پہ گئے   حلم تنہا ہی لب باب اور دیوار وحشت

کاش کعبہ اور دروں گرم صحبت ہی
ثمر علم ہے احباب او شادئ عزت

مگر اے حلم زمانہ کا یہ دستور نہیں   اسمیں تفریق جماعت کی ہے کہنہ عادت
خراب حلم کی ہے خالق عالم سے دعا   اپنے احباب جہاں بھی ہوں رہیں با عزت

تاریخ مسجد بھوپال

سرکار عالیہ کہ ہیں بے مثل و عدیل   نام ان کا تاج بخش سر افتخار ہے
جود و عطا و فیض و مروت میں بے مثال   حاتم کے ساتھ جن کا سخا میں شمار ہے

توصیف انکی عقل بشر سے محال ہے ‏ رتبہ فزوں ہے حیدر علی کے وزیر کا

قائم ہے قافیہ کہ نرے ہیں گو آب و زر ‏ رکھتے ہیں ہم خیال فقیر و اسیر کا

خالق سے علم کی سحر و شام ہے دعا

روضہ مجھے دکھا دے مرے دستگیر کا

قصیدہ غدیریہ واقع سنہ ۱۳۰۹ ذی الحجہ دارالعمر

کیوں ہم نہ شاد ہوں کہ یہ عید غدیر ہے ‏ روز خلافت شہ برنا و پیر ہے

روز نزول آیہ اکملت ہے یہی ‏ سنیو یہ لیے رحمت رب قدیر ہے

ہاں ساقیا پلا مئے خم غدیر ہے ‏ سیراب جلد کر کہ یہ دور اخیر ہے

خوش ہیں بشر ہے محو جہاں کی نظر ادھر ‏ والے جنہیں حب علی کا خمیر ہے

پروردہ ان کی نسل امام ملک احتشام کا ‏ معجزہ نما جو بادشہ فلک گیر ہے

نفاذ حکم شاہ ہیں انس و جن و ملک ‏ میر امیر سارے جہاں کا امیر ہے

مشکل کشا ہیں سرور لولاک کا وصی ‏ حامی و نصیر صغیر و کبیر ہے

منبر پہ کس شکوہ سے بیٹھے ہیں مصطفیٰ ‏ ہاتھوں میں ہاتھ بازوئے شاہ قدیر ہے

عیسیٰ فلک پہ محو درود و سلام ہیں — انجیل دین میں پاک حضر حبیب قدیر ہے

ہے بلبلوں کی نغمہ زنی ہر دم یہی صدا — بیشک علی وصی بشیر و نذیر ہے

ہستا ہے باد سے ہر اک سرو جویبار — قمری بھی محو ذکر جناب امیر ہے

گل گل شگفتہ ہیں گل صد برگ و یاسمین — غم سے فگار قلب حسود شریر ہے

انکا عدو ہی دشمن پیغمبر خدا — دشمن نبی کا دشمن رب قدیر ہے

تاریک قلب دشمن نور اللہ ہے — انکا محب جو ہی وہی روشن ضمیر ہے

بھیجو درود روح پہ آدمی باوفا رکھے — جو خاص سید علی کا وزیر ہے

انکا ہے وصف روضہ سرور کمال ہے — عرشی ہر ایک کی بانی جنکا حقیر ہے

رنگت ہے جسکی ضیا اسکا ہے — شرمندہ جسکے سامنے مہر منیر ہے

پیدا ہی اوسکا ہر در و دیوار سے نور — جس سے ضیائے طور تجلی نذیر ہے

کیا کیجے وصف سبزہ زرخیز کی بہار ہر سو — بچھا زمیں پہ محو فرش حریر ہے

گلگشت روضہ ہی جہاں ہیں سیر جنان سے کم — کیا خوب یہ مکان بھی جنت نظیر ہے

اوصاف انکے حیطۂ امکاں سے ہیں فزوں — دفتر رسول پاک السن کی خبر ہے

ہر بیت پر ثنائے جناب امیر میں — کا صاحب حلاوت شکر و شہد و شیر ہے

دیکھ

حامی جو ہو گئے قمر بنی ہاشم دستگیر — منکر کا خوف کبھی نہ بیم نکیر ہے

روز ازل سے خلد میں حصہ مرا بجا ہے — قنبر کے ساتھ یہ عبد فقیر ہے

مولا سبب منائی مری گردش زمانہ کی — ناحق مخالف اپنا یہ گردون پیر ہے

ہر دل قوی ہے اسلمی اے شاہ دین پناہ — مشکل کشا [illegible] کا دستگیر ہے

مشکل کشا تو بنت باد ہی دستگیر ہے

ختم

خوش ہی کبھی عبد ہے اوس بارگاہ کا
شاہو نکو اعتکاف جہاں ناگزیر ہے

قصیدہ مدحیہ امام رضا در اوائل عمر

مولد ہے آج خسرو عالیمقام کا — مولد ہے آج بادشہ خاص و عام کا

مقبول بارگاہ صمد ہے وہ رہنما — رتبہ ہے بیش اوس سے گردون مقام کا

توصیف انکی جن و بشر سے بھی ہے محال — مداح خود خدا ہے امام انام کا

زلفونکو رخ پہ دیکھتے کہتے ہیں جن و انس — کیا خوب اجتماع ہے یہان صبح و شام کا

رخ کو کہوں جو بدر تو نقصان ہے سراسر — کیا ضیا ہے چہرہ انور امام کا

لوگو ہے پہلے نور ہمارا کہے ہوا ظہور — اقدم ہے کائنات سے وجود امام کا

خدمت کو انکی فخر سمجھتے ہیں جبرئیل — دعوی ہے ہون غلام امام ہمام کا

لکھا مجھے حسین کو اُسکا — کیا ہی مہر فلک بھی اظلم ہے

وہ بھی تھی مہ مبارک کی — حجاب کے لئے مستور ماتم ہے

حلم نے درد میں کہی تاریخ

ایسا کامل کہاں ہی غم ہے

۱۳۱۹ھ

تاریخ عقد نکاح اولین مولوی سید محمد اوحد صاحب

زنگی ربی ۱۸ شوال ۲۰ھ

ہے یہ مہ عید ماہ شعبان — دور بس دلوں سے رنج و غم ہیں

اے ساقی مہ لقا ادھر آ — دفع ہیں تیرے الم ہیں

صہبا کا چلے ادھر کو بھی دور — مشتاق بہت ہم اے صنم ہیں

اٹھے تیرے ہاتھ اس طرف کو — شاداب سبھی کو خم ہیں

مہماں ہے شب ہاے نوشہ کا — احباب یہاں جمع اور ہم ہیں

اب ناز و ادا کو طاق پر رکھ — تیرے یہ کرشمے تو ستم ہیں

ہے لیلۂ شب نکاح داود — یہ سب جو حبیب باکرم ہیں

اٹھارہویں شب تھی ماہ کی شب — لے ہوش کہاں تھے صنم میں

ہشیار ہو جو کہ جلد ۔ اوس مہ کو — گھڑیاں باقی تھیں شب کی سب ہی کم میں

لے عقد ہی ہوا جب چلے لوگ — ہم بھی اوسے مہمان ایک دم میں

اٹھا اک شور جیسے سن لے — جیسے ہے نثار سو درم میں

لکھا ہی تو آج وہ دو اختر — تا کی جنت جہاں نہیں کم میں

اوس وقت لگی کی یہ تاریخ

ماہ و خورشید تو بہم ہیں

سنہ ۱۳۲۰ھ

غزل سنہ ۱۳۱۶ھ

وہ الفت ہے جو لب کو فغاں سے — جو بلبل کو بہار بوستاں سے

کفن اپنا ہو گرد کارواں سے — گدا کو کام کیا جمع طفیلاں سے

خیال خاطر بلبل ہے لازم — نہ توڑے پھول کوئی بوستاں سے

جو وہ حسن نہیں وہاں بھی نگہباں — چھپے تھے جب کہ زلف کارواں سے

عدم کے راستے تک وہ بھی ہو کر — جو بچھڑے رہ گئے تھے کارواں سے

ہو گئے بیخود جو میں نے درد سے فریاد کی جھک گئی گردن ندامت سے مرے جلاد کی

ہے لب جو ہر نما اس مرثیہ بنیاد کی ناز یاد سپہر کہ ہم نے ظلم کی ایجاد کی

خامۂ قدرت نے دو نونکو لکھا ہے بنظیر کسکو انکھو نہیں تری باقی ہے جرات صیاد کی

دھوئے سوز شبنم نے دامن کی صفائی ہوا غش ہوئی وہ گل صدا سنکر مری فریاد کی

قبر مجنوں پر ہے یا مرقد فرہاد پر لیتے گذرے کس جگہ عمر انکے آزاد کی

بعد مرنے کے کسی نے بھی نہ ساتہ انکا دیا شمع کیا ہیولوں نے بھی اکدن نہ فریاد کی

ہو خوشی کس کے لئے کن ہلکو لگاوں گلے اس بہار میں کان بلبلوں نے ملکے عیب فریاد کی

ہچکیاں آئیں جو کان اونکو تڑوانے لگے شاید اوس دل سوختہ نے آج مری یاد کی

قید میں بھی کم نہ تہا کچہ غلغلہ گلزار سے ضعف سے اوٹھی قدم زنجیر نا فریاد کی

ہاتہہ اونہانے سے نزاکت نے جو روکا ہوا تیغ ابرو چلی گئی مجہپر جو جلاد کی

ہنس رہی ہوں مجنوں بہی ہو اور خار بھی صحرا کو خوب سوزن گا رہا ہوں میں دل فریاد کی

ہر قدم میں سو خیال سو سو ہزار و بہ نکہتیں کس غضب کے ہیں ادا ہیں ایک ستمگر

بہر رہی حسرت بچے دشی ہوں ہر گام پر یہ لحد ہی قیس کی یہ قبر ہے فرہاد کی

پردہ لیلی ہنوز فاش عشق قیس سے گرد دیوار پنجابی اگر فولاد کی

اسلم

اے صبا کہنا جو پوچھے وہ کبھی میرا پتہ　　شمع تک بھی اب نہیں ہے قبر پر ناشاد کی

حلم ہم جانتے ہیں اور حق بھی یہی　　ذوق والوں کو نہیں حاجت ہے کچھ بستار کی

رباعی

لالہ کے جگر میں داغ تیرا پایا　　دست مہ میں ایاغ تیرا پایا

ہر رنگ میں دیکھی تری صنعت کی نمود　　لیکن نہ کہیں سراغ تیرا پایا

دیگر

انجم میں چمک ماہ میں کیوں پرتو ہے　　خورشید درخشاں میں یہ کیسی ضو ہے

اس بزم میں اے حلم نہیں کوئی اگر　　کس سے پھر شمع کو لگی یہ لو ہے

رباعی دیگر

مشکل کوئی نہیں جو آسان نہ ہو　　انسان کو چاہیے پریشان نہ ہو

دکھ درد ہیں خاص انسان کے لیے　　دکھ درد سے وہ بچے جو انسان نہ ہو

رباعی دیگر

دنیا ہے فقط راہ روح انسان　　ہر گام میں اسکا عقل و دانا حیران

نہ بہر زر ربجی کیا ہوتا ہے　　آخر نقد ہر جو کے رہتی ہیں پھیلان

بارگاہ ایزدی سے دعا یہ صبح شام آپ پر دائم رہے الطاف حق انعام

قطعہ در ذکر بعض اعیان بنگالہ

حلم کس ہمت کسے دل کسکو کون ایسی نقد کا ہے قدر شناس

یہ ذخیرے تو ہیں زبہر عرفان جنمیں ہو ان کی سی کچھ بو باس

کون ہی اگلے خوددار بتاؤ پیچھلے ہو تم انہیں کے پاس

جوہری ایسے جو تھے اونکے سب لٹے ہی علم کا بازار اوداس

اگلے وقتوں کی سی باتیں نہ رہیں ایسی زمانہ تہا نہیں اوسے قیاس

جود و بخشش کے کوئیں ہوگئے خشک اب بجھاوے کہاں کوئی پیاس

عقل بولی کہ یہ کیا کہتے ہو ہی ادب کا بھی تو کچھ لازم پاس

ایسے تم ہوتے ہو کیوں نا امید جا لگی قلب میں کیوں الٹی یاس

وہ ابو جعفر عالی رتبت وہ امیر الامرا مفخر ناس

جنکی علم کی محکم بنیاد جس سے مضبوط ہی ایماں کی اساس

اونکے ہوتے ہوی یہ بیچارگی اونکی موجودگی ہی ادرہ وسواس

لے چلو مایہ دل خوف سے کیا — جوہری سے وہ ابھی گر الماس

سینے بانا کہ آپ دور اخیر — کبھی جائز نہیں ہونا یاس

لے لو بابو یہ در آپ کا حبیب — عقد کل نے ہے جب کف یاس

اوس خزانے کی ہیں شاہا یہ گہر — جسمیں ہی عقد وجود کی فہرس

عرض کرتا ہے حلم خوش گو — امیں لیا ہو یہ در آپ کے پاس

خوشا گر ز قید لشر بکنی

وبہ الفخر لنا بین الناس

قطعہ دیگر

کس نے ہے خانۂ اقبال آباد — کس سے شوکت کی ہے قائم بنیاد

کون ہے تکیے مسند جاہ — کس کی ہمت سے ہے دل شاد اشاد

کون ہے جوہر شرق کرم — کس نے کی بخل کی مٹی برباد

کسکی تاجیہ پہ ہے قوم کو ناز — کون ہے قوم میں فرد الافراد

کسکی ہے رای زریں جوہر ضیا — کسکی حکمت سے کہ اک راز ہے یاد

۵۷

استغاثہ محمد ہارون بایزید جون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا الٰہی کریم ہے تری ذات
میرے مولا رحیم ہے تری ذات

اصل فضل عمیم ہے تری ذات
راز دل کی علیم ہے تری ذات

مختفی تجھسے کوئی امر نہیں
محتجب حال زید و عمر نہیں

دستگیر بلاکشان ہے توہی
مرہم زخم جانستان ہے توہی

رازق طفل بیزبان ہے توہی
ہاں مددگار بیکسان ہے تو ہے

توہی ماوائے بینوایاں ہے
توہی دمساز مبتلایاں ہے

انت یارب منزل البرکات
انت یارب سامع الدعوات

انت یارب غافر العثرات
انت یارب راحم العبرات

یا الٰہی علیک معتمدی
یا الٰہی الیک مستندی

منزل
راحم العبرات

جز درت نیست رہ کسو درے　　نکند غیر تو ہمین نظرے

نہ بدنالہ پیش کس اثرے　　ننماید زہاے و ہے اثرے

ہاں مگر باب بستت باب کرم

کہ بجود تو بردہ منتظرم

تری رحمت غضب پہ ہے سابق　　رشتہ فضل سے ترا واثق

جملہ مخلوق ایک تو خالق　　جملہ مرزوق ایک تو رازق

تیری قدرت محیط ہے یارب

تیری حکمت بسیط ہے یارب

تو ہی درد و بلا بھی دیتا ہے　　اور تو ہی شفا بھی دیتا ہے

بند غم مین پھنسا بھی دیتا ہے　　آپ ہی پھر چھوڑا بھی دیتا ہے

کبھی خار الم چبھو دیتا

کبھی خود زخم دل کو دھو دیتا

ہے کبھی صبح شادی و فرحت　　کبھی شام مصیبت و محنت

گاہ دام بلائے حریت　　گاہ قید ہجوم صد زحمت

اپنی قدرت ہمین دکہاتا ہے

شان حکمت ہمین بتاتا ہے

تیری قدرت وسیع ہے یارب — تیری حکمت بدیع ہے یارب

شان تیری رفیع ہے یارب — تو مجیب و سمیع ہے یارب

اہل حاجت کا ملتجی ہے تو

مستمندوں کا مرتجی ہے تو

تجھسے پھر کر کوئی کہاں جائے — کسکے سایہ تلے اماں پائے

حال دل اپنا

دل کا حال اپنی کسکو دکھلائے — اپنی امداد کو کسے لائے

در ترا ہے امید گاہ انام

منحرف جو ہوا رہا ناکام ہے

پھر تو اے غمگسار دلریشاں — مونس ظلمت شب ہجراں

یہ اسیر شدائد حرماں — موڑ کر مونہ کو تجھسے جائے کہاں

تو اگر دے نہ اس بلا سے نجات

کون توڑے یہ قلعہ آفات

جوش میں آیا جبکہ ترا کرم — کرلی مقبول توبہ آدم

نوح نے بھی دعائیں کیں پیہم — سب پذیرا ہوئیں بوجہ اتم

موج طوفاں سے کچھ ضرر نہوا

لطمہ بحر کا اثر نہوا

چشم یعقوب سے چھپا جو پسر — سر دیا کی رہی ذرا نہ خبر
ابر نیسان بنے تھی دیدۂ تر — آخرش کھو ہی بیٹھے نور نظر

تو نے آنکھیں بھی دین پسر بھی دیا
نخل امید مین ثمر بھی دیا

کون تھا غمگسار یوسف کا — چاہ مین جب گرا دہ بدر دے
قید مین بھی نہ کوی مونس تھا — جو تسلی ہی اک ذرا دیتا

وان بھی یوسف کی لی خبر یا رب
رو کا ظالم کا اون سے شر یا رب

موسی با جلالت و اکرام — جس سے تو نے کیا ہے آپ کلام
جب ملی مصر مین نہ جاے قیام — آ مدین مین وہ بلند مقام

خوف فرعون سے ہوا درویش
گرچہ تھا تیرا عبد حلقہ بگوش

وان سے لا کر نبی کیا اوسکو — دشت مین ہم معجزہ دیا اوسکو
کر دیا فخر انبیا اوسکو — حفظ مین اپنی لے لیا اوسکو

صاحب ملک و فوج و تخت کیا
ضو فشان اوسکا نجم بخت کیا

اوسکے دشمن کو بہی تباہ کیا غرق دریا مع سپاہ کیا
وعدہ موعود کا نباہ کیا کہ اوسے عرش بارگاہ کیا

دین و دنیا کی عزتین بخشین
کیسی کیسی کرامتین بخشین

ہان وہ ایوب تہا جو تہا ازلی وہ سعید و مبارک ازلی
منزلت جسکی ہے جہان پہ جلی صبر کا جو نبوت تہا عملی

کسطرح تو نے اوسکا غم کہویا
جلوہ پا ہمین سب مرض دہویا

ان ذالنون یونس بن متے الذی فضله لقد ثبتا
فاذا الہم عظمه نختا کنت انت الرقیب حیث اتی

ضته فی حوالک الظلمات
عن طرق البلی علی الاددات

جب ہوا مجمع یہود عنود پاس عیسی کے تو ہی تہا موجود
راہ چارہ اگرچہ تہی مسدود پر نہ ہونیکا ضرر کچھہ اے معبود

آسمان پر بلا لیا اونکو
رتبہ معراج کا دیا اونکو

احمد مصطفیٰ حبیب ترا　　افضل دہر خیر ہر دوسرا

ایک عالم کا رُخ پہتا اوس سے پھرا　　قتل کو آیا ظالموں کا برا

تو نے دامن بچا لیا اوسکا

کیا کسی نے بنا لیا اوسکا

یو ہقین ہر ایک کی مدد کی ہے　　جو بلا آئی تو نے رد کی ہے

عرض میں جسنے تجہے کد کی ہے　　کب دیا اوسکی مستر دکی ہے

جاہ دو اعزاز بھی حشم بہی دیا

شہرہ و نام محتشم بھی دیا

عرض کرتا ہے اب یہ حلم نزار　　عاجز بینوا و بندۂ خوار

کہ بہت دن میں بھی ہو بیمار　　طول محنت سے دل ہوا افگار

صبر ہر اب کہین توانائی

ہے قریب فنا شکیبائی

ہر بلا گرچہ تیری رحمت ہے　　جو مصیبت ہے فضل و نعمت ہے

کیونکہ اسمیں بہی خاص حکمت ہے　　معترض ہو یہ کسمین ہمت ہے

دل مگر چاہیے اوٹھانیکو

اور تقدیر اجز پانیکو

مجھسے جاہل میں کب تاب و تواں کہ مصائب میں بھی رہے شادان
لب تک آنے نہ پائے آہ و فغان ہاتھ سے صبر کی نہ چھوٹے عنان

جسم میرا نحیف ہے مولا
قلب میرا ضعیف ہے مولا

خوف آتا ہے اے مرے یزدان کہ نہ جاتا رہے کہیں ایمان
گریہ زائل ہوا کسی عنوان تو بھلا پھر مجھے ملیگا کہان

میرے ایمان کو بچا لینا
شر شیطان سے بھی امان دینا

اپنی قدرت کا واسطہ یارب اپنی حکمت کا واسطہ یارب
اپنی رحمت کا واسطہ یارب اپنی عصمت کا واسطہ یارب

قید رنج و الم سے جلد نکال
بحر امواج غم سے جلد نکال

قید آلام دہم

واسطہ اپنے اسم اعظم کا واسطہ اپنے وجہ اکرم کا
واسطہ تجکو نوح و آدم کا واسطہ تجکو ابن مریم کا

سر سے میرے مٹا دے وہ محن
لطف کر لطف کر تو اے ذوالمنن

اپنے محبوب انبیا کی قسم — اپنے عباد اولیا کی قسم
اپنے زہاد اصفیا کی قسم — زمرۂ جملہ اتقیا کی قسم

درد دل کی مرے دوا بھجوا
مرہم زخم جانگزا بھجوا

احمد مجتبی کی تجھکو قسم — نائب مصطفی کی تجھکو قسم
حسن باصفا کی تجھکو قسم — اوس قتیل جفا کی تجھکو قسم

جو کہ پیاسا گیا زمانے سے
نہ تھکا ظلم و جور اوٹھانے سے

دامن پاک فاطمہ کی قسم — دل صد چاک فاطمہ کی قسم
روح غمناک فاطمہ کی قسم — علم و ادراک فاطمہ کی قسم

جسکے رتبہ کو لوگ کم سمجھے
ہاں مگر سید الامم سمجھے

یا الہی بحق زین عباد — کہ جو تھا فخر زمرۂ عباد
تو نے دی جسکو ورع و زہد کی داد — جسسے تھا ملک معرفت آباد

اوسی صاحب یقین کی تجھکو قسم
اوسکے قلب حزین کی تجھکو قسم

واسطہ باقر اور جعفر کا واسطہ کاظم مطہر کا

واسطہ اور سرامام اطہر کا طوس ہے نام جسکے محضر کا

تجلوا رب مرے تقی کی قسم

رہنمائے جہان نقی کی قسم

حسن عسکری امام جہان فخر کونین ہادی دوران

مظہر جملہ رازہائے نہان ماحی کفر و مظہر ایمان

اسی مولا کا واسطہ یارب

جس کے تیرا ہے رابطہ یارب

واسطہ اوس ولی عادل کا حجت العصر ہے جو بحر عطا

یعنی مہدی دین امام ورے اہل ایمان کا ملجا و ماوے

میری حاجت روا ہو جلد کہیں

اس مرض سے شفا ہو جلد کہیں

آمرے کردگار ایسے ہی ڈہتا جو گنہ و کہہ چکا ہوں

گرچہ حالی تہا تجبہ یہ مضمون دہنہیں ہانا مگر دل محزون

قلب کمزور تہا مچل ہی گیا

ظرف چہوٹا نہ تہا ابل ہی گیا

خلق الانسان ضعیفا
خلق الانسان ھلوعا اذا مسه الشر جزوعا

کھین چارہ بھی تو بجز فریاد — صبر تا کب کرے دل ناشاد
مانگے کیونکر نہ جور چرخ کی داد — ہے نہایت ضعیف آدم زاد

اضطراب اس کی اصل فطرت ہے
نالہ بھی داخل طبیعت ہے

نہیں مذموم مضطرب ہونا — اپنے مالک کے سامنے رونا
یا کہ اشکوں سے اپنا منہ دھونا — روبرو تیرے جا بجا کہنا

تو نسطیع حال دل لب پر نہ کہے
تو کیا کرے تجھ سے بھی اگر نہ کہے

میرے عصیاں ہیں گرچہ حد سے زیاد — تو نہیں افعال میں صلاح رشاد
مگر اے خالق رحیم عباد — تیرے افضال ہیں محیط بلاد

ان گناہوں سے درگذر فرما
اپنے افضال پر نظر فرما

تو نے پیدا کیا بڑھایا بھی — عقل بھی دی ہنر سکھایا بھی
بخشے ہر نوع کے عطایا بھی — اوج اعزاز پر چڑھایا بھی

کیا کہوں تو نے مجھ کو کیا بخشا
وہم سے بھی کہیں سوا بخشا

اب جو آئی تھی یہ بلا سر پر — صبر لازم تھا امرِ داور
بشریت نے کر دیا مضطر — ہو کے بے اختیار قلب و جگر

طاقتِ صبر نے جواب دیا
ضبطِ دل نے بھی منہ کو موڑ لیا

الغرض الامر کی گذارشِ حال — کہ مناسب تجھی سے تھا یہ سوال
کیونکہ تو ہے محولُ الاحوال — راحمِ خلق و منعم و مفضال

واسطہ بھی دیا تو بہتر کا
یعنی آلِ رسولِ اطہر کا

رحم فرما بس اب نہ دیر لگا — دل بہت مضطرب ہے یا مولا
بھیجدے میرے دردِ غم کی دوا — کہ ترا ذکرِ پاک ہی ہے شفا

منتظر ہے ترا یہ عبدِ کئیب
اے مرے راحم و سمیع و مجیب

یا جزیل العطاءِ ادرکنی — یا جمیل الثناء ادرکنی
یا مزیل العناء ادرکنی — یا منیل الشفاء ادرکنی

منزل الخیر معطی السؤلات
ہب لی الخیر منک والبرکات

تمام شد

در [illegible] ۲۳/۱۲/۱۵ [illegible] یکشنبہ
[illegible]

میں سمجھتا ہوں کہ ہے جرم عظیم اپنا وجود — لیکن اک بات تو سن لے مری اے کج رفتار

کس نے مانگا تھا ہمیں دے کے ہستی کا لباس — کب کہا تھا ہمیں جائے دنیا کا سنگار

کب کہا تھا ہمیں رستا دے زمیں پر [illegible] — کب کہا تھا ہمیں مرغوب ہیں یہ دشت و کہسار

کیا اسی دن کیلیے ہمکو کیا تھا پیدا — کیا اسی واسطے تھی سب تکلف کی بہار

کیا یونہیں گھر میں بلا کر کوئی کرتا ہے سلوک — دعوتیں دیکے اسطرح کیا کرتے ہیں خوار

کیا یہ برتاؤ مناسب ہے جو تو نے کہیں — وطن آوارہ کو دیتے ہیں یونہیں کیا آزار

یہاں بلایا ہمیں کیا کیا نہیں دی بے تقصیر — اور جب آئے تو لوٹا دکھ دیے بے حد و شمار

روح اور جسم دونوں ہی برباد و خراب — روح پژمردہ ادھر جسم ادھر زار و نزار

آج ہم رو دینگے ہر چند کہیں مت رونا — لیجئے ہم چیخینگے ہر چند کہیں دم مت مار

تو نے وہ ظلم کیا ہے کہ نہیں جسکا حساب — وہ چھری بھونکی کہ مرہم بھی جسے چھوڑے بیکار

پھول وہ توڑ لیا تو نے مری گلشن سے — جسکے کھلنے پہ مری زیست کا تھا دار و مدار

وہ مرا نور نظر اور چراغ خانہ — وہ مرا راحت جاں وہ مرا ماہ شب تار

ہائے وہ تیغ جوانی وہ عصائے پیری — جسکے بار غم فرقت سے مری پشت دوتار

سینہ صد چاک ہوا جسکی جدائی سے مرا — جسکے مرنے سے ہوئے قلب و جگر دونوں فگار

ہائے اے لخت جگر تجھسے تو اب چھوٹا — کہ بجز حشر کے ملنا نہیں تیرا دیدار

١٧ شعبان سنہ ١٣٣٣ھ

بیان سوز دل

دل کی حالت کیونکر سمجھاؤں — داغ جگر کس طرح دکھاؤں
آنسو کیوں ہر دم نہ بہاؤں — اپنا فسانہ کس کو سناؤں
زخم لگا ہے کاری دل میں

گردش نے گردوں کی ستایا — نقشۂ راحت دل سے مٹایا
روز سیہ ماتم کا دکھایا — زہر کو شربت کہہ کے پلایا
سم کا اثر ہے ساری دل میں

اٹھتی ہیں ہوکیں رہ رہ کر — ڈر ہے سینہ شق ہو نہ یکسر
قلب کا آئینہ ہے مکدر — طوفاں خیز ہے اپنا منظر
نہریں غم کی ہیں جاری دل میں

حلم الم ہر دم سہتا ہے — گھنٹوں پہروں چپ رہتا ہے
دل ہی دل میں کچھ کہتا ہے — ~~اشک آنکھوں سے بہتا ہے~~
ہر دم اشک بہا رہتا ہے
چوٹ یہ کیسی کاری دل میں

دل کی آگ سے تن پھنکتا ہے — درد سینہ جوں ابر اٹھتا ہے
سینہ میں اب دم گھٹتا ہے — کیا کہوں کیسے حالت کیا ہے
کیسی ہے چنگاری دل میں

سنہ ۱۳۳۴ھ
۱۸- ۱۵ رمضان

الیقاظ

یعنے الارم بل

کہاں تک خوابِ غفلت نیند سے اے میری جان اُٹھو
حجابِ شب اوٹھا لو آنکھہ کھولو مہرباں اوٹھو

سفر درپیش ہے تک قافلہ جانکو بیٹھا ہے
اوٹھاؤ اپنا بستر بستۂ خوابِ گراں اوٹھو

بہت کم وقت باقی رہگیا ہے ہاتھہ مونہہ دھولو
سحر کا وقت بھی نزدیک ہے اب شب کہاں اوٹھو

جو کچھہ لینا ہو زادِ راہ لیلو جلد ساتھہ اپنے
کہیں بے توشہ رہجاؤ نہ اے جانِ جہاں اوٹھو

کواکب چھپتے جاتے ہیں ضیائے مہ بھی ہے پھیکی
کرن خورشید کی ہوتی ہے مشرق سے عیاں اوٹھو

بجا نہ مرغِ بے ہنگام کا اس وقت بجا ہے
سرِ گلدستہ ہے آنکھوں میں صوتِ اذاں اوٹھو

نہ سا پہولوں سے گستر تکیہ مخمل زر بر سر
سو کہر قبت یہ سامان ہیں شایان ان اوچھو

ادھے گر وقت کھو جاے یہ ہنسونسے تو لیا او ٹھے
بشر کی زندگانی ہے فقط ریگ روان اوچھو

چمن زار جہان سے پھول اگر چننے ہو کچہ چن لو
بہار زندگی ہمکو ہے بالکل خزان اوچھو

فقیر خستہ یعنے حلم دنیا ہے صدا ہمکو
سو تر دیکہ ہے ہر خدا پیر و جوان اوچھو

فغان برادر مرحم یکم شوال سنہ ۱۳۳۵ھ

بہائی اے میرے مہربان بھائی — ہاے تنہا گئے کہان بھائی
کیون نہ ہمکو بھی ساتھ اپنے لیا — اس سفر مین گئے جہان بھائی

راہ نادیدہ ہے سفر ہے دراز — خوف ہے اسمیں ہر زمان بھائی

تھا قوی تمسے میرا قلب و جگر — گھٹ گئی طاقت و توان بھائی

تمکو میں جانتا تھا جان اپنی — اب تو جاتی ہے تن سے جان بھائی

گرد رہ کو بھی ہم نہ دیکھ سکے — یون گئے تم روان دوان بھائی

کچھ تو دل میں خیال کرنا تھا — مضطرب ہوگا ناتوان بھائی

خاک اڑا اپنے سر کو پیٹیگا — کھوئیگا رو کے اپنی جان بھائی

داغ فرزند دل کو کیا کم تھا — کر گیا خلق سے جوان بھائی

دل تو مجروح ہو چکا ہی تھا — اب کمر بھی ہوئی کمان بھائی

بسکہ ہم صورت پدر تھے تم — باپ کی شان تھی عیان بھائی

دیکھکر تمکو ہوتی تھی تسکین — اب تسلی دل کہان بھائی

نامراد آہ تم جہانسے گئے — چھوڑا اپنا نہ کچھ نشان بھائی

ہائی وہ حسرتون بھری تری شکل — خاک میں ہو گئی نہان بھائی

کیا کیا ہم نے کیا بگاڑا تھا — جو ہوا دشمن آسمان بھائی

دل میں رہ رہ کے درد اٹھتا ہے   لب پہ ہے نالہ و فغان بھائی

دلکو دیتا ہوں جب میں تسکین   اور ہوتا ہے وہ تپان بھائی

دیکھتا ہوں حدیث اور کتاب   یعنی صبر ہے عیان بھائی

دلکو پر کیا کروں کہ ہے بیتاب   چشم حسرت ہے خونچکان بھائی

تمہیں سمجھاؤ آپ پیارے اچھی   دلکو ٹھیرا دو جان من بھائی

چلتے چلتے ذرا تو مل لیتے   حال دل کرتے کچھ بیان بھائی

نہ کہی اپنی کچھ نہ ہمسے سنی   چلتے یوں ہو گئے روان بھائی

خستہ تن بھائی اب کہاں ہو تم   کچھ تو بتلا دے نشان بھائی

گوشہ قبر کیا پسند آیا   کہ لیے جاکے تم وہان بھائی

جاکے تم سو رہے ہو زیر زمین   کر کے سونا مرا مکان بھائی

نام حیدر حسین تھا جو ترا   عاشق شاہ انس و جان بھائی

جذبۂ شوق خدمت حیدر میں   پہونچے تا گلشن جنان بھائی

عمر جو ۳۴ چونتیس سال و ۳۵ پینتیس   کیا یہ سال تھا گراں لکھا

رمضان کا تھا روز نوزدہم ۱۹   کہ ہوئے رہرو جناں لکھا

منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام
و عرض حاجت بزبان غم التیام

ثمال العارفین امداد کیجے   امام المتقین امداد کیجے

شفیع المذنبین امداد کیجے   امین راز دین امداد کیجے

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بی شاد کیجے

خطیب منبر اسلام و ایمان   ولی رہبر اسلام و ایمان

درخشاں گوہر اسلام و ایمان   فروزاں اختر اسلام و ایمان

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بی شاد کیجے

زعیم جنت و تسنیم و کوثر   وصی مصطفے مقبول داور

ابو السبطین اے شہر پیمبر   لیث دین اب کرم جانِ پیمبر

امیر المومنین امداد کیجے

دہ راہ مستقیم شرع انور امام الخلق سلطان مظفر
نبی کی و طیب و طہر و مطہر علی و عالی و اعلا و برتر

امیر المومنین امداد کیجے
مرے عقدہ کا کرنا کیجے

مقام حرب میں یا شیر غضنفر محل صبر میں کوہ گران تر
کمال جود میں دریائے اخضر عبادت کی جگہ اک عبد احقر

امیر المومنین امداد کیجے
دل اسیر غم مرا شاد کیجے

وجود خلق کے ہیں آپ منشا فلک ہو ارض ہو یا کوہ و دریا
قدم سے آپ کے قائم ہے دنیا ازل سے آپ ہیں ماوائے و ملجا

امیر المومنین امداد کیجے
دل غمدیدہ امت بھی شاد کیجے

نبی کے بعد سب سے فوق و برتر ملک ہو یا بشر ہو یا پیمبر
فضائل آپ کے اللہ اکبر فزوں ادراک انسان سے ہیں یکسر

امیر المومنین امداد کیجے

جہاں میں جو ہے از مہ تا بماہی　　وہ سب ہے زیر فرمان الہی
مگر حضرت کو بخشی اوس نے شاہی　　عطا کی مملکت میں دین پناہی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اسیر غمزدہ کا بھی شاد کیجے

علی اے مورد تنزیل قرآن　　علی اے مقصد تاویل قرآن
علی اے مظہر تفصیل قرآن　　علی اے صورت تکمیل قرآن

امیر المومنین امداد کیجے
دل اسیر غمزدہ کا بھی شاد کیجے

کتاب حق میں مدحت آپ کی ہے　　ثنا خوان صوت قدرت آپ کی ہے
حدیثوں میں فضیلت آپ کی ہے　　عیاں عالم پہ رفعت آپ کی ہے

امیر المومنین امداد کیجے
دل اسیر غمزدہ کا بھی شاد کیجے

مراد قل کفی اے کافی خلق　　مراد هل اتی اے حامی خلق
مفاد انما اے ہادی خلق　　پناہ اولیا اے والی خلق

امیر المومنین امداد کیجے
دل اسیر غمزدہ کا بھی شاد کیجے

عبادت میں عباد کی خدا کی — انگوٹھی جب سائل کو عطا کی
ہوئی نازل وحی تب رب العباد — علی کو دی ولایت دوسرا کی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ شاد کیجے

ہوا فرمان جو صادر کبریا کا — ملائک نے کیا آدم کو سجدا
نہ تھی گر آپ کی تعظیم مولا — تمہارے گھر میں مضمر راز کیا تھا

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ شاد کیجے

بلا طوفان کی جب ہر طرف آئی — گھٹا اندوہ کی ہر دل پہ چھائی ٣٢
وہاں پہ آپ نے صورت دکھائی — جناب نوح کی کشتی بچائی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ شاد کیجے

خلیل اللہ کا معروف ہے حال — عدو اونکا ہوا نمرود بد فال
مگر خاک ہو سب اوس کے اعمال — بنا دی آگ تم نے برف تمثال

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس عبد یہ شاد کیجے

کلیم اللہ وہ ذی قدر موسے ہوئے جو باعث روئت صحابا
ضیاسے پر ہوئے کوہ او رصحرا وہ اسکا نور تھا اے دو جہاں

امیرالمومنین امداد کیجے
دل اسیر غم ہے آزاد کیجے

تعاقب میں چلا فرعون بدبخت لئے ہمراہ فوج اور تھی بہت سخت
مگر اے تاجدار دما لک تخت بچالی آپ نے جان اونکی یک لخت

امیرالمومنین

وہ روح اللہ یعنی ابن مریم جو تھے اسرار ربانی کے محرم
یہود آئے پئے قتل او نکے باہم بچایا آپ نے اے شاہ اکرم

امیرالمومنین

زغم یعقوب گریاں را رہاندی اسیر چاہ کنعان را رہاندی
ز فرعون ابن عمران را رہاندی ز دست شیر سلمان را رہاندی

امیرالمومنین امداد کیجے

رسول کبریا محبوب یزدان خبیر راز ہای ما کان
امین امر وحی رب سبحان مدد سے آپ کی تھے شاہ دوجہاں

امیرالمومنین

اعانت آپ کی ہر نبی کی | مدد کی ہر ولی و متقی کی
جو تھے بے یار پشت اونکی قوی کی | ہدایت سو منہاج سوی کی

امیرالمومنین

شب ہجرت پیمبر کی مدد کی | اُحد کی جنگ سر بر نہین کدکی
غزاے بدر مین بھی جہد و جد کی | نمایاں کی شجاعت اپنی جد کی

امیرالمومنین

در خیبر اوکھاڑا کسنے کہے | علم ایمان کا گاڑا کسنے کہے
سر مرحب کو پچھاڑا کسنے کہے | صنم خانہ اوجاڑا کسنے کہے

امیرالمومنین

ملی حق کیطرف سے تیغ بران | کہ جسکی کاٹ سے سر کٹ کے حیران
جہاد و مین ہوئی جسدم نمایان | خدا نے کر دیا نصرت کا سامان

امیرالمومنین

دیا حکم استعانت کا خدا نے | پڑھی ناد علی پ مصطفی نے
ہوا یار غم وہین رنج و بلا نے | خبر لی آکے شاہ قل کفی نے

امیرالمومنین

مرے مولا یہ مسکین عبد احقر — فدائے نام پاک میر کوثر

اسیر بند غم محبوس و مضطر — پکارے کس کو غیر از شاہ صفدر

امیر المومنین امداد کیجے

معین بیکساں ہے آپ کی ذات — ملاذ مفلساں ہی آپ کی ذات

مصائب سے اماں ہے آپ کی ذات — شفیع ناتواں ہی آپ کی ذات

کفیل مستمنداں ہی آپ کی ذات — شفیع ناکساں ہی آپ کی ذات

فدا ہے زار ہوں آپ کی ذات

امیر المومنین

بہت دن ہو گئے ہیں بند غم میں — کٹے اوقات اندوہ و الم میں

لگی کیوں دیر اے مولا کرم میں — جو چاہیں آپ مشکل حل ہو دم میں

امیر المومنین امداد کیجے

علی اے عارف حالات عالم — علی اے قبلہ حاجات عالم

علی اے دافع آفات عالم — علی اے شافع زلات عالم

امیر المومنین

قسم دیتا ہوں تمکو کبریا کی — قسم دیتا ہوں تمکو مصطفی کی

قسم دیتا ہوں تمکو فاطمہ کی — قسم دیتا ہوں تمکو مجتبیٰ کی

امیر المومنین امداد کیجے

پئے نور خدا فرزند زہرا قتیل کربلا مقہور اعدا

پئے زین العباد جز عطایا امام رہنما برہان اجلے

امیر المومنین امداد کیجے

بحق باقر علم النبیین بحق صادق خیر الوصیین

بحق کاظم ذی عز و تمکین بنائے شرع کی جس سے ہے تزئین

امیر المومنین امداد کیجے

بحق حضرت مولائے ثامن ہوا جو مادۂ آہو کا ضامن

جو خاک طوس میں ہے آرام گزیں جو ہے اسرار ربانی کا خازن

امیر المومنین امداد کیجے

قسم تم کو تقی متقی کی قسم تم کو نقی مہتدی کی

قسم تم کو جناب عسکری کی قسم مہدی موعود ولی کی

امیر المومنین امداد کیجے

بحق سورہ و تفسیر قرآن بحق معنی آیات فرقان

بحق حضرت عمار و سلمان بحق ملت اسلام و ایمان

امیر المومنین امداد کیجے

بحق کعبہ و محراب و منبر بحق مسجد و میقات و مشعر
بحق زمزم و میزاب انور بحق منزل تقدیس داور

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمزدہ کا بھی شاد کیجے

بحق مرقد پاک پیمبر بحق حمزہ و ذی رتبہ جعفر
بحق روح عباس دلاور بحق صورت زیبائے اکبر

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمزدہ کا بھی شاد کیجے

نجف کے ساکن اے مولائے اعظم یمین اللہ و عین اللہ اکرم
شرف ہے آپکا سب پر مقدم ولایت آپ کی ہے حل جلی

امیر المومنین امداد کیجے
دل اس غمزدہ کا بھی شاد کیجے

یہ خاطی بندۂ بیچارہ ہاروں فقیر و عاجز و مغموم و محزوں
جبھی شکوہ آپ سے کیسے دوں سناتا ہے تمہیں یہ اپنا ...

امیر المومنین امداد کیجے

بہت دن ہو گئے بیمار ہوں میں   اسیرِ پنجۂ آزار ہوں میں

شکستہ خستہ دل افگار ہوں میں   لہٰذا حاضرِ دربار ہوں میں

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے

خدارا اے ولی اللہ جلد آؤ   نہ دیر اک ساعت کی بھی فرماؤ

مجھے آرام کی پھر شکل دکھلاؤ   شفا کا میرے نسخہ آپ دکھاؤ

امیر المومنین

مرے مشکل کشا فریاد فریاد   مرے حیدرا فریاد فریاد

مرے غم کی دوا فریاد فریاد   مرے صاحب عطا فریاد فریاد

امیر المومنین امداد کیجے

دل اس غمدیدہ کا بھی شاد کیجے